عقائد اور دلائل

ایک اہم اور تحقیقی دستاویز برائے فہمِ دین

مصنف
شانِ آگرہ حضرت مولانا
ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی
فون: 8808693818

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف

وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مکتبہ دار السنہ کی جانب سے پیش ہے

اسلامی عقائد کے مستند دلائل پر مشتمل کتاب بنام:

عقائد اور دلائل

آپ اس کتاب میں پڑھ سکیں گے:

☆...انبیاء واولیاء کے علمِ غیب پر دلائل کا بیان ☆...حیات الانبیاء پر دلائل کا بیان

☆...محبوبانِ خدا کے وسیلے پر دلائل کا بیان

☆...ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آخری نبی ہونے پر دلائل کا بیان

☆...مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نور و بشر ہونے پر دلائل کا بیان

☆...انبیاء واولیاء کو ندا کرنے پر دلائل کا بیان

☆...مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حاضر و ناظر ہونے پر دلائل کا بیان

☆...میلادِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر دلائل کا بیان

☆...محبوبانِ خدا سے مدد طلب کرنے پر دلائل کا بیان

☆...اختیاراتِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر دلائل کا بیان

☆...اذان سے پہلے اور بعد درود پڑھنے پر دلائل کا بیان

مصنف

شانِ آگرہ، خلیفۂ انوارِ ملت و نعمانِ ملت حضرت مولانا ابو شفیع

محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتبہ دار السنہ کی جانب سے پیش ہے

اسلامی عقائد کے مستند دلائل پر مشتمل کتاب بنام:

عقائد اور دلائل

1448ہجری 2026عیسوی

Page: MRP:

MAKTABA DARUSSUNNA

Near Faizan e Madina, Block F 1, Tajnagri 2,

Tajganj Agra 282001

CONTACT NUMBER: +91 8808693818

نوٹ: میں اپنے جملہ قارئین سے التجا کرتا ہوں کہ اس کتاب کی کمپوزنگ سے لے کر تصحیح تک کے سارے مراحل بنظرِ غائر طے کئے گئے ہیں لیکن بتقاضائے بشریت غلطی کا امکان موجود ہے لہذا جو بھی اس کتاب کی اغلاط سے مطلع ہو وہ اس mail id پر ضرور اطلاع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔

EMAIL: SHAFIQMADANI26@GMAIL.COM

دعائے خیر کا طالب:

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

فہرست

مصنف کا تعارف 10

نام ونسبت 10

دینی ماحول سے وابستگی 10

آغازِ تدریس وتصنیف 11

خلافت واجازت 11

خدمتِ دین 12

انبیاء واولیاء کے علمِ غیب پر دلائل 13

سوال: کیا اللہ تعالی نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے؟ اس بارے میں اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟ 14

سوال: علمِ غیبِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر قرآنی دلائل کیا ہیں؟ 16

سوال: علمِ غیبِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر احادیث سے دلائل کیا ہیں؟ 19

سوال: کلّی علمِ غیب کا مطلب کیا ہے؟ 22

سوال: علمِ غیبِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر عقلی دلائل کیا ہیں؟ 23

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غیب کی خبریں بتائی ہیں؟ 25

سوال: اللہ تعالی نے علومِ غیبیہ لوحِ محفوظ میں کیوں تحریر فرمایا؟ 26

سوال: علومِ خمسہ کسے کہتے ہیں؟ اور کیا اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس کا علم عطا فرمایا ہے؟ 26

حیات الانبیاء پر دلائل 29

سوال: حیات الانبیاء کے متعلق اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟ 29

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ "انبیاء مر کر مٹی میں مل گئے" ایسا کہنا کیسا ہے؟ 29

سوال: انبیائے کرام کی حیات کا انکار کس زمانے سے ہوا؟ اور کس نے کیا؟ 29

سوال: حیات الانبیاء پر قرآنی دلائل کیا ہیں؟ 31

سوال: حیات الانبیاء پر احادیث سے دلائل کیا ہیں؟ 33

سوال: گستاخِ رسول کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟ 36

محبوبانِ خدا کے وسیلے پر دلائل 38

سوال: اللہ تعالی کی بارگاہ میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پیش کرنے کے متعلق اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟ 38

سوال: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ "انبیاء و اولیاء کو وسیلہ بنانا شرک ہے" کیونکہ یہ کفار کا طریقہ ہے کہ وہ بھی بتوں کو وسیلہ بناتے تھے۔ اس کا کیا جواب ہو گا؟ 38

سوال: کیا وسیلہ اختیار کرنا ضروری ہے؟ 40

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں وسیلہ بنا سکتے ہیں؟ 41

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی اللہ تعالی کی بارگاہ میں کسی کا وسیلہ پیش کیا ہے؟ 42

سوال: کیا بزرگانِ دین میں سے بھی کسی نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں کسی کا وسیلہ پیش کیا ہے؟ . 42

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وسیلہ بنانے کی تعلیم بھی ارشاد فرمائی ہے؟44

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم **کے آخری نبی ہونے پر دلائل** 46

سوال: کیا اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آخری نبی بنا کر بھیجا ہے؟ 46

سوال: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے آخری نبی کیسے ہیں جبکہ قربِ قیامت حضرتِ عیسی علیہ السلام تشریف لائیں گے؟ 46

سوال: کیا عقیدۂ ختمِ نبوت قرآن سے ثابت ہے؟ 47

سوال: کیا عقیدۂ ختمِ نبوت حدیث سے ثابت ہے؟..... 47

مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نور و بشر ہونے پر دلائل 49

سوال: اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نور و بشر ہونے کے متعلق اہلِ سنّت و الجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟..... 49

سوال: کیا سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نور ہونا قرآنِ پاک سے ثابت ہے؟ 49

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ "نور سے مراد اسلام ہے نہ کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم" اس کا کیا جواب ہے؟..... 50

سوال: کیا سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے نور ہونے کا ذکر خود بھی فرمایا ہے؟ 51

سوال: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے جیسا بشر کہنا کیسا ہے؟ 52

سوال: کیا ایک شخصیت نور و بشر ہو سکتی ہے؟ اور کیا نور لباسِ بشریت میں آ سکتا ہے؟ 52

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نور ہیں تو کھاتے پیتے کیوں تھے؟..... 54

سوال: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بشریت کا اعلان کروانے کی کیا حکمت ہے؟ 56

انبیاء واولیاء کو ندا کرنے پر دلائل..... 58

سوال: انبیاء واولیاء کو دور ونزدیک سے ندا کرنے (یعنی پکارنے) کے متعلق اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟ 58

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ "انبیاء واولیاء کو ندا کرنا یعنی پکارنا شرک ہے کیونکہ قرآنِ مجید میں اس کی ممانعت آئی ہے" اس کا کیا جواب ہے؟..... 58

سوال: انبیاء واولیاء کو دور ونزدیک سے ندا کرنے (یعنی پکارنے) کے متعلق کیا دلیل ہے؟ ... 59

سوال: "یَا رَسُوْلَ اللہ" کہنے کے جواز پر کیا دلائل ہیں؟ 60

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو "یَا مُحَمَّدُ" کہہ کر پکار سکتے ہیں؟ 62

مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم **کے حاضر وناظر ہونے پر دلائل** 64

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کے بارے میں اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟..... 64

سوال: حاضر وناظر ہونے کا کیا معنی ہے؟..... 64

سوال: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ "حاضر وناظر کا یہ مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر ہر جگہ موجود ہیں، اور ایسا کہنا شرک ہے" اس کا کیا جواب ہے؟..... 65

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے پر محققین بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین کے کیا موقف ہیں؟ 73

میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم **پر دلائل** 76

سوال: کیا میلاد شریف منانے کا ثبوت قرآنِ مجید میں ہے؟ 76

سوال: کیا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات کے حوالے سے بھی ولادت کی خوشی منانے کا ثبوت ملتا ہے؟ 80

سوال: کیا میلاد منانے کا ثبوت صحابہ کرام سے ملتا ہے؟ 81

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ: "میلاد منانا آج کی ایجاد ہے" کیا ایسا کہنا درست ہے؟ 82

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے میلاد کو "عیدِ میلاد" کیوں کہتے ہیں؟ حالانکہ عید دو ہیں عید الفطر اور عید الاضحی یہ تیسری عید کہاں سے آگئی؟ اس کا کیا جواب ہے؟ . 86

محبوبانِ خدا سے مدد طلب کرنے پر دلائل 89

سوال: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے پر قرآنی دلائل کیا ہیں؟ 90

سوال: کیا انبیائے کرام اور اولیاء اللہ سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاسکتی ہے؟ 97

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں: "سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃ میں ہے: اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن یعنی ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔" لہٰذا کسی اور سے مدد مانگنا شرک ہُوا" اس کا جواب کیا ہو گا؟ 100

اختیاراتِ مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم **پر دلائل** 104

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اختیارات کے بارے میں اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟ 104

سوال: اختیارات کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟ 105

سوال: اس بات پر کیا دلائل ہیں کہ اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تشریعی اختیار عطا فرمایا ہے؟ 105

سوال: اس بات پر کیا دلائل ہیں کہ اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تکوینی اختیار عطا فرمایا ہے؟ 115

اذان سے پہلے اور بعد درود پڑھنے پر دلائل 122

سوال: اذان واقامت سے پہلے یا بعد میں درودِ پاک پڑھنا کیسا ہے؟ 122

سوال: اذان سے پہلے درود پڑھنے کی ابتدا کب سے ہوئی اور کس نے کی؟ 126

مصنف کی کتابوں کا تعارف 128

مصنف کا تعارف

نام ونسبت

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے، سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے 2004ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں، آپ کی ولادت قصبہ لَکَوْلی ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی، آپ کی تاریخِ پیدائش 10 جون 1986ء ہے۔

دینی ماحول سے وابستگی

موصوف نے ابتداءً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کر کے سن 2000ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئی چلے گئے تھے اور وہاں پر 4 سال قیام کیا پھر 2004ء میں اپنے وطن لوٹے، اور وطن میں ہی دعوتِ اسلامی کا دینی ماحول ملا، دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور 2006ء میں اپنے ہی علاقہ کے دار العلوم بنام جامعہ عربیہ گلشنِ معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآنِ پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مصباحی سے درسِ نظامی کے درجۂ اولی اور کچھ درجۂ ثانیہ کی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریاکوٹ ضلع مؤ تشریف لے گئے اور وہاں درجۂ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں مطلوبہ درجۂ ثالثہ کا ٹیسٹ دیا اور بفضلہ تعالی کامیاب ہونے کے بعد درجۂ ثالثہ وہیں پڑھی، پھر

درجۂ رابعہ دار العلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں سَرَیّا میں واقع ہے) میں مکمل کی پھر اس کے بعد دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار نیپال گنج، نیپال میں داخلہ لیا اور درجۂ خامسہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی۔

آغازِ تدریس و تصنیف

2014ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی، پھر مزید تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دار الحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے، اور وہیں پر دعوتِ اسلامی کے جامعات کے درجۂ ثانیہ میں داخلِ نصاب علمِ صرف کی کتاب بنام "مراح الارواح" کی اردو شرح بنام "شَفِیْقُ الْمِصْبَاح شرح مَرَاحُ الْاَرْوَاح" تصنیف فرمائی۔ اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لا کر درس و تدریس، تالیف و تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ درسِ نظامی کی تدریس کے ساتھ ساتھ امامت کورس بھی کرواتے رہے۔

خلافت و اجازت

ستمبر 2014ء میں خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی انوار الحق صاحب نے اور 25 اپریل 2024ء کو شاگردِ حافظِ ملت، مریدِ مفتیٔ اعظم ہند، خلیفۂ برہانِ ملت، مبلغِ اسلام حضرت علامہ مولانا عبد المبین نعمانی دامت برکاتہم العالیہ نے سلسلۂ قادریہ، رضویہ کی خلافت و اجازت سے نوازا۔

خدمتِ دین

حضرت جس طرح ایک مدرس اور مصنف ہیں اسی طرح مقرر اور مبلغ بھی ہیں۔ آپ کے اصلاحی بیانات خوفِ خدا و عشقِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے لبریز ہوتے ہیں۔ سننے والوں پر رقت طاری ہوتی اور دین سے قربت نصیب ہوتی ہے۔ نیز وقتاً فوقتاً مختلف دینی تحریکیں چلاتے رہتے ہیں۔ اور ابھی حال ہی میں **"دین سیکھو اور انعام پاؤ"** کے نام سے گھر گھر دینی تعلیم پہنچانے کی تحریک شروع فرمائی ہے۔ تادمِ تحریر حضرت کی اردو ہندی دونوں زبانوں میں تصنیف کی تعداد 100 سے تجاوز کر چکی ہے۔ اللہ پاک اس تحریک کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ترقی عطا فرمائے۔ نیز اللہ سے دعا ہے کہ حضرت کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کارہائے نمایہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کر کے حضرت کے لئے توشۂ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ

کے QR Code کا Location

جس جامعۃ المدینہ میں شانِ آگرہ حضرت مولانا

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

2014 سے اب تک (2026) تدریس

فرماتے ہیں

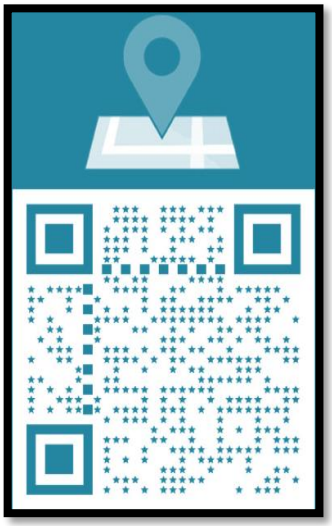

انبیاء واولیاء کے علمِ غیب پر دلائل

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر فرمایا ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت دی ہے، پس قیامت تک جو کوئی مجھ پر دُرودِ پاک پڑھتا ہے تو وہ مجھے اُس کا اور اُس کے باپ کا نام پیش کرتا ہے، کہتا ہے: ''فُلاں بِنْ فُلاں نے آپ پر اِس وقت دُرُود پاک پڑھا ہے۔''

(مسند بزار ج۴ص۲۵۵حدیث۱۴۲۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سُبْحٰنَ اللہ! دُرُود شریف پڑھنے والا کس قدر بخت ور (یعنی نصیب والا) ہے کہ اُس کا نام مع وَلدِیّت بارگاہِ رِسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں پیش کیا جاتا ہے، یہاں یہ نکتہ بھی انتہائی ایمان افروز ہے کہ قبرِ منور پر حاضر فِرشتے کو اس قدر زیادہ قوتِ سماعت (یعنی سننے کی طاقت) دی گئی ہے کہ وہ دنیا کے کونے کونے میں ایک ہی وقت کے اندر دُرُود شریف پڑھنے والے لاکھوں مسلمانوں کی انتہائی دھیمی آواز بھی سن لیتا ہے۔ جب خادِمِ دربار کی قوتِ سماعت (یعنی سننے کی طاقت) کا یہ حال ہے تو سرکارِ والا تبار، مکّے مدینے کے تاجدار، محبوبِ پروَرْدگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اختیارات کی کیا شان ہو گی! وہ کیوں نہ اپنے غلاموں کو پہچانیں گے اور کیوں نہ اُن کی فریاد سُن کر بِاذنِ اللہ (یعنی اللہ کی اجازت سے) اِن کی اِمداد فرمائیں گے! نیز اس فرشتے کو اللہ تعالی نے کیسا علمِ غیب عطا کیا ہے کہ وہ درود پڑھنے

والے اور اس کے والد کا نام بھی جان لیتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علمِ غیب کا عالم کیا ہو گا؟ میرے آقا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نِہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
میں قرباں اِس ادائے دَسْت گیری پر مِرے آقا
مدد کو آگئے جب بھی پُکارا یارسولَ اللہ

سوال: کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے؟ اس بارے میں اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے اور یہ بات قرآن وحدیث سے ثابت ہے، اور یہی اہلِ سنّت والجماعت کا عقیدہ ہے۔
("تفسیر الخازن"، ج۱، ص۱۹۶)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم کسی کو نہیں دیا کیونکہ وہ فرماتا ہے: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ (پ۲۹، الجن، ۲۶) تو اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: بعض لوگوں کا یہ کہنا اور اپنے دعوے پر یہ دلیل پیش کرنا درست نہیں ہے کیونکہ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیبِ خاص پر جس کے ساتھ وہ منفرد (یعنی یکتا) ہے کسی کو مسلط نہیں فرماتا اور وہ علمِ غیب ذاتی ہے۔ (خزائن العرفان مذکورہ آیت کے تحت)

اس بات پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ علم غیب ذاتی تو خدا کے سوا کسی اور کو نہیں مگر اللہ اپنے برگزیدہ بندوں یعنی اپنے نبیوں اور رسولوں وغیرہ کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ یہ علم غیب عطائی کہلاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ کے بعد اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (پ۲۹،الجن:۲۶۔۲۷) فرمایا گیا جس کا ترجمہ ہے: **"غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے"۔**

تو بعض لوگوں کو سورۂ جن کی آیت نمبر ۲۶ تو دکھائی دے گئی، آیت نمبر ۲۷ کیوں نہ دکھی، اگر وہ لوگ چھبیسویں آیت کے بعد ستائیسویں آیت پڑھتے تو اعتراض نہ کرتے۔ اسی طرح قرآن مجید میں دوسری جگہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ (پ۴،ال عمرٰن:۱۷۹)

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کی شان نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں! اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے شمار غیوب کا علم عطا فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہزاروں غیب کی خبریں اپنی امت کو دیں، جن میں سے کچھ کا تذکرہ تو قرآن مجید میں ہے باقی ہزاروں غیب کی خبروں کا ذکر احادیث کی کتابوں اور سیَر و تواریخ کے دفتروں میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ (پ۱۲،ہود:۴۹) **ترجمہ کنزالایمان:** یہ غیب کی خبریں ہیں جن کو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ (سیرتِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ص۴۱۷۔۴۲۷)

صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیرِ خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: یہ خِطاب سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا۔ پس "اِلَیْكَ" سے مراد ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔

سوال: علمِ غیبِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر قرآنی دلائل کیا ہیں؟

جواب: قراٰنِ پاک کی کئی آیاتِ مبارکہ میں ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک علمِ غیب کا بیان موجود ہے، چند آیات مُلاحَظہ فرمایئے اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیجئے:

(1)۔۔۔ہمارا پیارا رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۪- فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ-وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۷۹﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں! اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے۔(پ4،اٰل عمرٰن:179)

(2)۔۔۔ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے علمِ غیب کا بیان قراٰنِ پاک کے پارہ پانچ میں یوں ہے:

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ-وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ﴿۱۱۳﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔(پ5،النسآء:113)

مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ میں وہ سب کچھ داخل ہے جو ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پہلے نہ جانتے تھے۔اسی آیتِ کریمہ کے تحت تفسیر البحر المحیط، جلد3 صفحہ362، زاد المسیر فی علم التفسیر، جزثانی، جلد 1 صفحہ 118، اور روح المعانی، جلد3، صفحہ 187 میں اس کی تصریح اور وضاحت ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

(3)۔۔۔اللہ ربّ العزّت ارشاد فرماتا ہے:

اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ﴿۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن کا بیان اُنہیں سکھایا۔(پ27، الرحمٰن:1تا4)

اس آیت میں ”انسان “اور”بیان“ کے مِصداق کے بارے میں مفسّرین کے مختلف قول ہیں، تفسیرِ خازن میں ایک قول اس طرح ہے: اَرَادَ بِالإنسانِ مُحَمَّدًا صلّی اللہُ عَلَیہ وَسَلَّم۔ترجمہ: یہاں انسان سے مراد محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں۔ عَلَّمَهُ الْبَیَان یَعنی بَیَانَ مَاکَانَ وَمَایَکُونُ لِأَنَّہُ صلّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم یُنبِئُ عَن خَبْرِ الأَوَّلِینَ وَالآخِرِینَ وَعَن یَومِ الدِّین ترجمہ: ”بیان“ سے ”مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ“ یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہو گا، کا بیان مراد ہے کیونکہ نبیِّ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَوّلین و آخِرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے تھے۔(خازن، الرحمٰن، تحت الآیۃ:3-4، 4/208)

امام حسین بن مسعود بَغَوی (سالِ وفات:510ھ) نے تفسیر معالمُ التنزیل، جلد4، صفحہ 243 پر، امام عبد الرّحمٰن ابنِ جوزی (سالِ وفات:597ھ) نے تفسیر زاد المسیر، جزاوّل،

جلد4، صفحہ 304 پر، علامہ ثناء اللہ نقشبندی (سالِ وفات: 1225ھ) نے تفسیرِ مَظہری، جلد 9، صفحہ 123 پر، علامہ احمد صاوی (سالِ وفات: 1241ھ) نے تفسیرِ صاوی، جلد6 صفحہ 2074 پر اسی آیت کے تحت ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے علمِ ماکان و مایکون کا قول ذکر فرمایا ہے۔

(4)۔۔۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلّط نہیں کرتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرّر کر دیتا ہے۔ (پ29، الجن:26-27)

"ان کے آگے پیچھے پہرا مقرّر کر دیتا ہے" اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مقرر فرما دیتا ہے جو انبیائے کرام کی حفاظت کرتے ہیں۔ (خزائن العرفان پ29، الجن:26-27)

(5)۔۔۔ اللہ پاک کا ارشاد پارہ ۳۰ کی سورۂ تکویر میں کی آیت نمبر ۲۴ میں کچھ یوں ہے:

وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ﴿۲۴﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ (پ30، التکویر:24)

ابو محمد حسین بن مسعود بغوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "یعنی میرے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو غیب کا علم آتا ہے، وہ تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔ (بغوی، التکویر، تحت الآیۃ: ۲۴، ۴/ ۴۲۲)

ابو سعید عَبْدُ اللہ بِنْ عُمَر بَیْضَاوِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے

ہیں ”نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو جو غیب کی باتیں بتائی جاتی ہیں انہیں بتانے میں وہ بخل نہیں کرتے۔(بیضاوی، التکویر، تحت الآیۃ: ۲۴، ۵/۴۵۹)

اس سے معلوم ہوا کہ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم عطا فرمایا ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے اس میں سے بہت کچھ اپنے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو بتایا ہے۔

سوال: علمِ غیبِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر احادیث سے دلائل کیا ہیں؟

جواب: احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے علمِ غیب کا بیان ملاحظہ کیجئے:

(1)۔۔۔ صحیح بخاری شریف میں ہے ،امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارے درمیان کھڑے تھے تو آپ صَلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں مخلوق کی پیدائش سے بتانا شروع کیا حتّٰی کہ جنّتی اپنی مَنازِل پر جنّت میں داخل ہوگئے اور جہنمی جہنم میں اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئے۔ جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا جو بھول گیا سو بھول گیا۔

(بخاری، ج2، ص375، حدیث:3192)

حکیمُ الامّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: حضورِ اَنور صَلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ وعظ فجر کی نماز سے مغرب کی نماز تک تھا۔ درمیان میں سِوا ظہر و عصر کی نماز کے اور کسی کام کے لئے وعظ شریف بند نہ فرمایا۔ دن بھر میں ابتدا سے انتہا تک بیان فرمادینا بھی حضورِ انور صَلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا معجزہ ہے جیسے حضرت

داؤد علیہ السَّلام گھوڑے پر زِین کَستے کَستے پوری زبور شریف پڑھ لیتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ اس وعظ شریف میں پرندے کا پر مارنا، قطرے کا حرکت کرنا، ذرّے کا جنبش کرنا تک بیان فرمادیا، گزشتہ ماضی کے سارے حالات اور آئندہ مستقبل کا ایک ایک حال بیان کر دیا۔ یہ ہے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا علمِ غیب کلّی کی بڑی قوی دلیل اور یہ حدیث اِن آیات کی تفسیر ہے: وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ یارب کا فرمان: وَ یُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے سارے غیب حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو بتائے حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو یاد بھی رہے، فرماتے ہیں: وَ تَجَلّٰى لِیْ كُلُّ شَیْءٍ وَّ عَرَفْتُ (ترجمہ: میرے لئے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے ان کو پہچان لیا۔) پھر حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ سب کچھ صحابہ کو بتایا مگر ان میں سے کسی کو سارا یاد نہ رہا۔ بعض کو زیادہ یاد رہا، بعض کو کم، بعض کو کچھ یاد نہ رہا۔ غرضکہ رب نے اپنے محبوب صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو سب کچھ سکھایا، حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابہ کو سب کچھ وعظ میں بتایا جیسے حضرت آدم علیہ السَّلام کو رب نے سارے نام سکھائے وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اور حضرت آدم علیہ السَّلام نے فرشتوں کو وہ سب نام سکھائے نہیں بلکہ بتائے فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ یہ فرق خیال میں رہے۔ (مراٰۃ المناجیح، ج7، ص563)

(2)۔۔۔ جامع ترمذی میں ہے حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے رب کو دیکھا، اس نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی، فَتَجَلّٰى لِیْ كُلُّ شَیْءٍ وَّ عَرَفْتُ یعنی اُسی وقت مجھ پر ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔ (ترمذی، ج5، ص160، حدیث:3246)

ترمذی شریف اور دیگر کتبِ احادیث میں موجود الفاظ فَعَلِمْتُ مَافِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (یعنی زمین و آسمانوں میں جو کچھ تھا وہ میں نے جان لیا) کے تحت محقّق علی الاطلاق، شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کِنَایَۃٌ عَنْ حُصُولِ جَمِیْعِ الْعُلُوم یعنی یہ تمام عُلُوم کے حُصُول سے کنایہ ہے۔(لمعات التنقیح، ج2، ص478)

ان احادیثِ مبارکہ میں موجود الفاظ "فَتَجَلّٰی لِی کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ "اور "فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ "ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کلّی علمِ غیب کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

(3)۔۔۔ مسلم شریف میں ہے حضرت سیّدنا عَمرو بن اَخْطَب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک دن نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نمازِ فجر سے غروبِ آفتاب تک خطبہ ارشاد فرمایا، درمیان میں ظہر و عصر کی نمازوں کے علاوہ کوئی کام نہ کیا۔ حضرت عَمرو بن اَخْطَب فرماتے ہیں: فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَبِمَا ھُوَ کَائِنٌ یعنی جو کچھ ہو چکا تھا اور قیامت تک جو کچھ ہونا تھا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وہ سب کچھ بیان فرمادیا۔ ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جسے زیادہ یاد رہا۔(مسلم، ص1184، حدیث:7267)

(4)۔۔۔ حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صلح حدیبیہ سے واپسی پر ایک جگہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کے اونٹ مُنتَشِر ہوگئے، سب اپنے اپنے اونٹ واپس لے آئے لیکن نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اونٹنی نہ ملی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: وہاں سے اونٹنی لے آؤ، تو میں نے اونٹنی کو اسی حال میں پکڑ لیا جیسا مجھ سے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا تھا۔

(معجم کبیر، ج10، ص225، حدیث:10548 مختصراً)

(5)۔۔۔ حضرت سیّدُنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غزوۂ بدر کے موقع پر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ ہے (یہ کہتے جاتے تھے) اور اپنے ہاتھ کو زمین پر اِدھر اُدھر رکھتے تھے، پھر کوئی کافر حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی بتائی ہوئی جگہ سے ذرّہ برابر بھی اِدھر اُدھر نہیں مرا۔ (مسلم، ص759، حدیث:4621)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کب اور کہاں مَرے گا۔

(6)۔۔۔ حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اَشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ایسے سوالات کئے گئے جو ناپسند تھے، جب زیادہ کئے گئے تو آپ ناراض ہو گئے، پھر لوگوں سے فرمایا: سَلُونِی عَمَّا شِئْتُمْ یعنی مجھ سے جو چاہو پوچھ لو۔ ایک شخص عرض گزار ہوا: یَا رَسُولَ اللہِ مَنْ اَبِی یعنی یا رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم میرا باپ کون ہے؟ ارشاد فرمایا: اَبُوکَ حُذَافَۃُ یعنی تمہارا باپ حُذافہ ہے۔ پھر دوسرے آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کی: یا رسولَ اللہ! میرا باپ کون ہے؟ ارشاد فرمایا: سالم مولیٰ شَیبہ تمہارا والد ہے۔ جب حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چہرۂ انور کی حالت دیکھی تو عرض کی: یا رسولَ اللہ! ہم اللہ پاک کی طرف توبہ کرتے ہیں۔ (بخاری، ج1، ص51، حدیث:92)

سوال: کلّی علمِ غیب کا مطلب کیا ہے؟

جواب: اللہ پاک نے ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کلّی علمِ غیب عطا فرمایا ہے۔ شیطان کہیں وسوسہ نہ ڈالے کہ اس کا تو مطلب ہے کہ اللہ کریم کا سارے کا سارا علم نبی

پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بھی حاصل ہے۔اس شیطانی وسوسے کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تمام معلوماتِ الٰہیہ کا احاطہ کر لیا ہے کیونکہ یہ تو مخلوق کے لئے محال ہے۔(الدولۃ المکیہ،ص64)

غزالیِ زماں حضرت علّامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کی وضاحت یوں فرماتے ہیں: یاد رکھئے! حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو جو کلی علمِ غیب حاصل ہے وہ مخلوق کے اعتبار سے ہے کہ جتنا علمِ غیب مخلوق کو مل سکتا ہے وہ سب کا سب ہمارے نبی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا ہے نہ کہ یہ مطلب کہ اللہ تعالیٰ کا سارے کا سارا علم، مصطفی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو مل گیا ہے۔(مقالاتِ کاظمی،،ج2،ص117)

سوال: علمِ غیبِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر عقلی دلائل کیا ہیں؟

جواب: علمِ غیبِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر تین عقلی دلائل ملاحظہ کیجئے:

(۱)۔۔۔ چند سال کامل استاد کی صحبت میں رہ کر انسان عالم بن جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبلِ ولادت کروڑوں سال رب تعالیٰ کی بارگاہِ خاص میں حاضر رہے تو کیونکر کامل عالم نہ ہوں گے۔یقیناً اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کامل عالم (یعنی ہر چیز کو جاننے والے) ہیں۔(جاء الحق ص ۸۱)

(۲)۔۔۔ اگر شاگرد کے علم میں کچھ کمی رہے تو اس کی صرف چار ہی وجہ ہو سکتی ہے:(۱)۔۔۔پہلی یہ کہ شاگرد نا اہل تھا، جس کی وجہ سے استاد سے پورا فیض نہ لے سکا۔ (۲)۔۔۔دوسری یہ کہ خود استاد کامل نہ تھا جس کی وجہ سے مکمل سکھا نہ سکا۔(۳)۔۔۔تیسری یہ کہ استاد بخیل تھا جس کی وجہ سے شاگرد کو پورا علم نہ دیا، یا استاد کے نزدیک اس شاگرد سے زیادہ

پیارا کوئی دوسرا شاگرد تھا جس کی وجہ سے اس کو پورا علم نہ دیا اور دوسرے کو دے دیا۔

(۴)۔۔۔ چوتھی یہ کہ استاد نے جو کتاب پڑھائی وہ ناقص تھی کہ اس میں پورا علم نہ تھا۔

پس ان چار وجہوں کی وجہ سے شاگرد کا علم کم اور ناقص ہوتا ہے، مگر یہاں دیکھئے سکھانے والا اللہ، سیکھنے والا رسول اللہ، کتاب، کتاب اللہ، جس میں ہر خشک وتر، بحر وبر، کل و ثمر ،پاسٹ وفیوچر ہر چیز کا علم موجود ہے۔ بتاؤ! کیا اللہ العلیم کامل استاد نہیں؟ کیا رسولِ عظیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم لائقِ شاگرد نہیں؟ کیا قرآنِ عظیم کامل کتاب نہیں؟

جب اللہ کامل استاد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کامل شاگرد، اور کتاب اللہ کامل کتاب، جس میں فرمایا: ''اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾'' **ترجمہ کنزالایمان:** رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ (پ۲۷، الرحمن، ۱۔۲) پھر اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم ناقص کیوں؟

(جاء الحق ص ۸۱۔۸۲)

(۳)۔۔۔ غیبوں کی غیب رب تعالی کی ذات ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب شبِ معراج اپنی ظاہری مبارک آنکھوں سے رب کو دیکھ لیا تو اب عالَم کیا چیز ہے جو اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے چھپ سکے۔ (جاء الحق ص ۸۲)

تبھی تو امامِ عشق و محبت، امامِ اہلِ سنّت، جن کا لقب اعلی حضرت، مجددِ دین و ملّت علیہ رحمۃ اللہ العزت ہے لکھتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نِہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں دُرُود

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو غیب کی خبریں بتائی ہیں؟

جواب: جی ہاں! دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غیب کی بہت سی خبریں دی ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

(۱)۔۔۔ خلیفۂ سوم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خبر دی کہ انہیں ایسی سرکشی و بغاوت پہنچے گی جس کے بعد جنت ہے۔(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی...الخ، ۲/ ۵۳۲، الحدیث: ۳۶۷۴) یعنی ان کو شہید کیا جائے گا۔

(۲)۔۔۔ حضرت سیِّدُنا عمار بن یاسر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خبر دی کہ انہیں باغی گروہ شہید کرے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب مسح الغبار عن الناس فی السبیل، ۲/ ۲۵۷، الحدیث: ۲۸۱۲)

(۳)۔۔۔ حضرت سیِّدُنا امام حسن بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے متعلق خبر دی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح فرمائے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب قول النبی للحسن بن علی...الخ، ۲/ ۲۱۳، الحدیث: ۲۷۰۴)

(۴)۔۔۔ ایک شخص جہاد کر رہا تھا، اس کے بارے میں خبر دی کہ "یہ جہنمی ہے۔" تو ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ، (زخموں کی تاب نہ لاکر) اس شخص نے خودکشی کرلی۔

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب لایقول فلان شهید، ۲/ ۲۸۱، الحدیث: ۲۸۹۸)

(۵)۔۔۔ حضرت سیِّدُنا سُراقہ بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے (قبولِ اسلام سے قبل ہجرت کے موقع پر) رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پیچھا کیا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور اسے دھوئیں نے آلیا تو اس نے بارگاہِ رسالت میں

فریاد کی، رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمائی تو اس کا گھوڑا آزاد ہو گیا۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو خبر دی تھی کہ "عنقریب (خلافتِ فاروقی میں) ان کی کلائیوں میں سونے کے کنگن ہوں گے۔" چنانچہ، ایسا ہی ہوا۔

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب قسم الفیء والغنیمۃ، باب الاختیار فی التعجیل... الخ، ۶/ ۵۸۱، الحدیث: ۱۳۰۳۳)

سوال: اللہ تعالی نے علومِ غیبیہ لوحِ محفوظ میں کیوں تحریر فرمایا؟

جواب: قلم نے لوحِ محفوظ پر بحکمِ الٰہی واقعات عالم ازل سے ابد تک ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ لکھ دیا۔ خیال رہے کہ یہ تحریر اس لئے نہ تھی کہ ربّ کو بُھول جانے کا خطرہ تھا بلکہ اس کا منشاء فرشتوں اور بعض محبوب انسانوں کو اس پر مطلع کرنا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی کے بعض بندے سارے واقعاتِ عالم پر خبر رکھتے ہیں ورنہ یہ تحریر بے کار جاتی، لوحِ محفوظ کو قرآن کریم نے کتاب مبین فرمایا یعنی ظاہر کرنے والی کتاب، اگر لوحِ محفوظ سب کی نگاہوں سے چھپی ہوتی تو مبین نہ ہوتی۔ (مراۃ جلد ۱ ص ۱۰۷)

سوال: علومِ خمسہ کسے کہتے ہیں؟ اور کیا اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس کا علم عطا فرمایا ہے؟

جواب: علومِ خمسہ ان پانچ چیزوں کے علم کو کہتے ہیں:

(۱)۔۔۔ قیامت کب ہو گی؟ (۲)۔۔۔ بارش کب آئے گی؟ (۳)۔۔۔ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟

(۴)۔۔۔ آدمی کل کیا کرے گا؟ (۵)۔۔۔ آدمی کہاں مرے گا؟ (مراۃ المناجیح، جلد ۱، ص ۲۷)

ان علومِ خمسہ کا ذکر پارہ ۲۱، سورۂ لقمان کی آیت نمبر ۳۴ میں موجود ہے چنانچہ:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۚ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۳۴﴾ (پ۲۱،لقمٰن:۳۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اُتارتا ہے مینہ (یعنی بارش) اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

صدرالافاضل حضرت علامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی "**تفسیر خزائن العرفان** "میں اس آیتِ مقدسہ کے تحت فرماتے ہیں: اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے اپنے اولیا اور اپنے محبوبوں میں سے انہیں ان علوم پر خبر دار کرتا ہے۔ اس آیت میں جن پانچ چیزوں کے علم کی خصوصیّت اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ بیان فرمائی گئی انہیں کی نسبت سورۂ جن میں ارشاد ہوا:

"عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ" (پ۲۹،الجن:۲۶،۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

غرض یہ کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ان چیزوں کا علم کسی کو نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں میں سے جسے چاہے بتائے اور اپنے پسندیدہ رسولوں کو بتانے کی خبر خود اس نے سورۂ جن میں دی ہے خلاصہ یہ کہ عِلمِ غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء و اولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بطریقِ معجزہ و کرامت عطا ہوتا ہے، یہ اس اِختِصاص کے مُنافی نہیں اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں، بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے

اور کہاں مَرے گا ان اُمور کی خبریں بکثرت اولیاء وانبیاء نے دی ہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو فرشتوں نے حضرت اسحٰق عَلَیْہِ السَّلَام کے پیدا ہونے کی اور حضرت زکریا عَلَیْہِ السَّلَام کو حضرت یحییٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو حضرت عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں، تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دیں تھی اور ان سب کا جاننا قرآنِ کریم سے ثابت ہے تو آیت کے معنٰی قطعاً یہی ہیں کہ بغیر اللہ تعالٰی کے بتائے کوئی نہیں جانتا۔ اس کے یہ معنٰی لینا کہ اللہ تعالٰی کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا مَحض باطل اور صدہا آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ (خزائن العرفان پ۲۱،لقمٰن:۳۴) اب تو اس مسئلے کو سمجھنا بہت آسان ہو گیا ہے کہ آجکل کی سائنس اپنی ایجادات مشینوں کے ذریعہ پتا کر لیتی ہے کہ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی، پس جب ایک عام سا آدمی جو مسلمان بھی نہیں وہ جان سکتا ہے تو نبی کیوں نہیں جان سکتے۔

اللہ تعالی نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کو علومِ خمسہ عطا فرمایا ہے جس کا اظہار احادیث کے مطالعہ سے ہوتا ہے جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بدر کی جنگ سے پہلے زمین پر خطوط کھینچ کر فرمایا کہ کل یہاں فُلاں فُلاں کا فرمارا جائے گا، ہاں! جن آیات واحادیث میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ علوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ علوم خمسہ قیاس، تخمینہ، حساب سے معلوم نہیں ہوسکتے صرف وحیِ اِلٰہی سے ان کا پتہ لگ سکتا ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، ج۱، ص۲۴تا۲۷)

حیات الانبیاء پر دلائل

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ شبِ جمعہ اور روزِ جمعہ مجھ پر کثرت سے دُرُود شریف پڑھو کیونکہ تمہارا دُرُود پاک مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔(مُعْجَم اَوسط ج ۱ ص ۸۴ حدیث ۲۴۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: حیات الانبیاء کے متعلق اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: حیات الانبیاء کے متعلق اہلِ سنّت و الجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ "انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں، جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، تصدیقِ وعدہ الٰہیہ کے لئے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہوگئے، اُن کی حیات، حیاتِ شہدا سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے فلہذا شہید کا ترکہ تقسیم ہو گا، اُس کی بی بی بعدِ عدت نکاح کر سکتی ہے بخلاف انبیا کے، کہ وہاں یہ جائز نہیں"۔

(بہارِ شریعت ج۱، ص۵۸۔۶۰)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ "انبیاء مر کر مٹی میں مل گئے" ایسا کہنا کیسا ہے؟

جواب: جو انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں کہے کہ "وہ مر کر مٹی میں مل گئے" گمراہ اور بے دین ہے۔(بہار شریعت، ۱/۹۸-۱۱۵، حصہ: ا ماخوذاً)

سوال: انبیائے کرام کی حیات کا انکار کس زمانے سے ہوا؟ اور کس نے کیا؟

جواب: ابن تَیمِیَّہ کے وقت سے ایک فرقہ ایسا پیدا ہوا جو کہتا ہے کہ انبیاء بھی دوسرے مردہ اشخاص کی طرح زمین کے نیچے مدفون اور مردہ ہیں۔ اس لئے مدینۂ منورہ میں

روضہ شریف پر حاضر ہونا اور حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وسیلے سے طلبِ حاجات بے کاروبے سود ہے۔ چنانچہ ابن تیمیَّہ کا بڑا شاگرد ابن القیم اپنی کتاب ''عقائد'' یعنی قصیدہ نونیَّہ (مطبوعہ مصر ص ۱۴۱) میں یوں لکھتا ہے: حضرت نبی پر ڈھیروں مٹی اور اینٹیں ہیں، دیواریں بنی ہوئی ہیں، اگر آپ قبر شریف میں ویسے ہی زندہ ہوتے جیسے موت سے پہلے تھے تو زمین کے نیچے نہ ہوتے بلکہ اس کے اوپر ہوتے۔ (سیرتِ رسولِ عربی ص ۲۸۰)

اور خود ابن تیمیہ نے تو کھلے الفاظ میں فتویٰ دے دیا کہ حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضہ شریف کی زیارت کے قصد سے سفر کرنا سفر معصیت ہے (یعنی گناہوں بھرا سفر ہے) جس میں نماز قصر نہ کرنی چاہئے۔ زائرین کے علاوہ فرشتے بھی جو ہر روز صبح و شام آسمان سے اتر کر روضہ شریف پر حاضر ہوتے اور درود شریف پڑھتے ہیں اسی معصیت میں مبتلا ہیں۔

یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جناب میں کمال درجے کی گستاخی ہے۔ ابن تیمیہ کے اس فتوے سے شام و مصر میں بڑا فتنہ برپا ہوا۔ شامیوں نے ابن تیمیہ کے بارے میں استفتاء کیا۔ علامہ برہان بن الفرکاح فزاری نے قریباً چالیس سطر کا مضمون لکھ کر اسے کافر بتایا۔ علامہ شہاب بن جہبل نے اس سے اتفاق کیا۔ مصر میں یہی فتویٰ مذاہب اربعہ کے چاروں قضاۃ پر پیش کیا گیا۔ بدر بن جماعہ شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے لکھ دیا کہ مفتی یعنی ابن تیمیہ کو ایسے فتاویٰ باطلہ سے زجر و توبیخ کے ذریعہ منع کیا جائے اگر باز نہ آئے تو قید کیا جائے۔ محمد بن الجریری انصاری حنفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے لکھا کہ اسی وقت بلا کسی شرط کے قید کیا جائے۔ محمد بن ابی بکر مالکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا کہ اسے اس قسم کی زجر و توبیخ کی جائے کہ ایسے مفاسد سے باز

آجائے۔ احمد بن عمر مقدسی حنبلی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی ایسا ہی لکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابن تیمیہ شعبان ۷۲۶ھ میں دمشق میں قلعہ میں قید کیا گیا اور قید ہی میں ۲۰ ذیقعدۃ الحرام ۷۲۸ھ کو اس دنیا سے رخصت ہوا۔ (السیف الصقیل فی الرد علی ابن زفیل تکملہ علامہ کوثری، ص ۱۵۶) (سیرتِ رسولِ عربی ص ۶۹۵۔۶۹۶)

سوال: حیات الانبیاء پر قرآنی دلائل کیا ہیں؟

جواب: حیات الانبیاء پر قرآنی دلائل درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ اللہ العظیم، قرآنِ کریم کے پارہ ۲، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۵۴ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌؕ-بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴿۱۵۴﴾ (پ ۲، البقرہ، ۱۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

(۲)۔۔۔ اور پارہ ۴، سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۶۹ میں ارشاد ہوا:

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاؕ-بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ﴿۱۶۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ (پ ۴، آل عمران ۱۶۹)

ان دونوں آیات سے فقہاء و محدثین نے اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات پر دو طرح سے دلیل پیش کی ہے:

(۱)۔۔۔ ان دونوں آیات میں شہید کی زندگی پر کسی کو کلام نہیں کیونکہ نصِّ قرآنی میں اس کا بیان ہے، پس جب شہید زندہ ہیں تو انبیائے کرام علیہم السلام بدرجۂ اولی زندہ ہیں

کیونکہ اَنبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام شُہَدائے عِظام سے یقیناً افضل ہیں۔انبیائے کرام علیہم السلام میں وصف نبوت کے ساتھ بالعموم وصف شہادت بھی پایا جاتا ہے۔

(۲)۔۔۔ اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی شہادت سے سرفراز فرمایا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وصالِ ظاہری زہر آلود بکری کا گوشت کھانے کی وجہ سے ہوا،لہذا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی ان آیات کی روشنی میں زندہ ہیں۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وفات شریف کے وقت یوں فرمایا: اے عائشہ ! مجھے خیبر کے کھانے کی تکلیف برابر رہی ہے اور اب میری رگ جان (یعنی بڑی رگ جو تمام رگوں کو خون پہنچاتی ہے)اسی زہر سے منقطع ہوتی ہے۔(صحیح البخاری،کتاب المغازی،باب مرض النبی ووفاتہ،الحدیث:۴۴۲۸،ج۳،ص۱۵۲۔علمیہ)

اس سے ثابت ہوا کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو نبوت کے ساتھ شہادت کا درجہ بھی حاصل ہے۔لہٰذا آپ سید المرسلین ہونے کے ساتھ سید الشُہداء بھی ہوئے۔پس آپ کی حیات شُہَداء کی حیات سے اکمل ہے اس کے باوجود آپ کو مردہ کہنا کیسی گستاخی ہے حالانکہ قرآن کریم میں شُہَداء کی نسبت ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ان کو مردہ نہ کہو۔

(۳)۔۔۔ پارہ۹،سورۂ انفال کی آیت نمبر ۳۳ میں اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔(پ9،الانفال:33)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دے گا حالانکہ آپ ان میں ہیں۔

اس آیت میں فرمایا کہ دنیا پر عذاب نہ آنے کی وجہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف فرما ہونا ہے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے طفیل سے عذاب الٰہی نہیں آتا۔

یہ حضرات دافع البلاء ہیں بلکہ آج بھی ہمارے اس قدر گناہوں کے باوجود جو عذاب نہیں آتا یہ سب اس سبز گنبد کی برکت سے ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم زندہ ہیں۔

(علم القرآن ص ۱۹۴)

سوال: حیات الانبیاء پر احادیث سے دلائل کیا ہیں؟

جواب: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ! بعطائے ربُّ الانام تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام زندہ ہیں اس پر کثیر احادیث کتبِ احادیث میں موجود ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں چُنانچہ:

(۱)۔۔۔"ابن ماجہ "کی حدیثِ پاک میں ہے: حضرت ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مجھ پر جمعہ کے دن درود زیادہ بھیجا کرو کیونکہ وہ دن حاضر کیا گیا ہے۔ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، تحقیق کوئی مجھ پر درود نہیں بھیجتا مگر اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ درود سے فارغ ہو جائے۔ کہا ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے: میں نے عرض کیا، کیا موت کے بعد بھی؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے زمین پر حرام کر دیا کہ پیغمبروں کے جسموں کو کھائے۔ پس اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔

سنن ابن ماجۃ، کتاب الجنائز، ذکر وفاتہ ودفنہ، الحدیث: ۱۶۳۷، ج۲ ص۲۹۱)

(۲)۔۔۔مسند ابی یعلی میں ہے حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْن یعنی انبیا کرام حیات ہیں اور اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ "

(مسند ابی یعلی، ما اسند ثابت البنانی عن انس، الحدیث: ۳۴۱۲، ج۳، ص۲۱۶)

علامہ سَمہودی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے وفاء الوفاء میں اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے کہ روایتِ ابو یعلی کے راوی ثقہ ہیں اور بیہقی نے اسے مَعَ التصحیح نقل کیا ہے۔

(سیرتِ رسولِ عربی ص ۲۸۳)

(۳)۔۔۔ حیات انبیاء کی تائید صحیح مسلم کی روایت حضرت ابن عباس سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم "وادیِ اَزْرَق" سے گزرے۔ فرمایا یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: وادیٔ ازرق ہے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں گویا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھ رہا ہوں کہ گھاٹی سے اترتے ہوئے لبیک کہہ رہے ہیں۔ پھر "وادیٔ ہرشا" پر پہنچ کر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ کون سی گھاٹی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یہ وادی ہرشا ہے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: گویا میں یونس عَلَیْہِ السَّلَام کو سرخ بالوں والی اونٹنی پر دیکھتا ہوں کہ صوف کا جبہ پہنے ہوئے ہیں۔ مُہار (نکیل یعنی اونٹ کے ناک کی رسی) کھجور کی چھال کی رسی کی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ۔۔۔الخ، الحدیث:۱۶۲، ص ۱۰۳۔ علمیہ)

(۴)۔۔۔ حضرت اَوس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، کہا: فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کہ تمہارے افضل ایام میں سے جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی میں قبض کئے گئے، اس میں نفخۂ ثانیہ اور نفخۂ اُولٰی ہے۔ پس تم اس دن مجھ پر درود زیادہ بھیجو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ بوسیدہ ہڈیاں ہوں گے۔ (قول راوی) صحابہ کی مراد اَرِمْتَ سے بَلِیْتَ

(یعنی بوسیدہ ہوں گے۔) ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ پیغمبروں کے جسموں کو کھائے۔ اسے ابوداؤد و نساءی و ابن ماجہ و دارمی نے اور بیہقی نے دعوات الکبیر میں روایت کیا ہے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، الحدیث: ۱۳۶۱، ج۱، ص۲۶۴۔ علمیہ)

(۵)۔۔۔ علامہ جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے رسالہ تنویر الملک میں وہ احادیث و اقوال صلحاء جو حیات الانبیاء علیہم السلام پر دلالت کرتی ہیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”ان تمام احادیث و اقوال سے ثابت ہو گیا کہ حضور رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے جسم اقدس اور روح شریف کے ساتھ زندہ ہیں اور وہ تصرف فرماتے ہیں جہاں چاہتے ہیں زمین و آسمان میں اور اسی ہیئت سابقہ شریفہ پر ہیں (یعنی حیاتِ ظاہری پر ہیں) کچھ تبدیلی اس میں نہیں ہوئی۔ آنکھوں سے ایسے ہی غائب ہیں جیسے فرشتے نظر نہیں آتے حالانکہ فرشتے زندہ ہیں اور ان کے اجسام بھی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کسی امتی پر کرامت اور احسان کا تو حجاب اٹھا دیتا ہے اور وہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت اصلی صورت میں کر لیتا ہے۔ اس میں کوئی مانع نہیں ہے اور امام بیہقی نے حیاتِ انبیاء پر ایک رسالہ لکھا ہے جو چاہے اسے مطالعہ کرے۔ (سیرتِ رسولِ عربی ص۲۸۵)

خلاصۂ کلام یہ کہ سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وفات شریف کے بعد بھی جسم اَطہر کے ساتھ زندہ ہیں۔ بحیات حقیقیہ دنیویہ اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تصرّفات بدستور جاری ہیں۔ اسی واسطے آپ کی امت میں تا قیامت قطب، غوث، ابدال و اوتاد ہوتے رہیں گے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے رسالہ ”سلوك اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم “میں یوں فرمایا ہے: علمائے امت میں اس قدر اختلافات اور کثرت مذاہب ہے۔ بایں ہمہ کسی ایک کو اس مسئلہ میں ذرا بھی اختلاف نہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بلا شائبہ مجاز و توہم تاویل حیاتِ حقیقیہ کے ساتھ دائم و باقی ہیں اور اُمت کے اَعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور طالبان حقیقت کو اور متو سلانِ بارگاہِ نبوت کو فیض پہنچانے والے اور ان کی تربیت فرمانے والے ہیں۔

(اخبار الاخیار مجتبائی، حاشیہ ص ۱۵۵)(مکتوبات شیخ عبد الحق محدث دہلوی علی حامش اخبار الاخیار، ص ۱۵۵۔ علمیہ)

سوال: گستاخِ رسول کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟

جواب: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے متعلق ہر مسلمان کا وہی عقیدہ ہونا ضروری ہے جو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور اسلاف عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا تھا، اگر مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ شیطان وسوسے پیدا کرنے کی کوشش کرے اور عظمت و شانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں طعنہ زنی کرتے ہوئے عقلی دلائل سے قائل کرنے کی ناپاک کوشش کرے تو اُس سے الگ تھلگ ہو جایئے جیسا کہ عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوت اِسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۱۶۲ صفحات پر مشتمل کتاب ”**ایمان کی پہچان**“ صفحہ ۵۸ پر اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن عاشقانِ رسول کو تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”جب وہ (یعنی گستاخان رسول) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً (یعنی بالکل) تمہارے قلب میں ان (گستاخوں) کی عظمت، اُن کی محبت کا نام و نِشان نہ رہے

فوراً اُن (گستاخوں) سے الگ ہو جاؤ، اُن (لوگوں) کو دُودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، اُن (بدبختوں) کی صُورت، اُن کے نام سے نفرت کھاؤ پھر نہ تم اپنے رِشتے، عِلاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اُن کی مولویت، مشیخیت، بزرگی، فضیلت کو خطرے (یعنی خاطر) میں لاؤ۔ آخِر یہ جو کچھ (رشتہ و تعلق) تھا، محمدٌ رَّسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی غلامی کی بِنا پر تھا، جب یہ شخص اُن ہی کی شان میں گُستاخ ہوا پھر ہمیں اُس سے کیا عِلاقہ (یعنی تعلق) رہا؟ "

(ایمان کی پہچان، ص۵۸)

اُنہیں جانا اُنہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہِ الْحَمْد! میں دُنیا سے مسلمان گیا
اُف رے مُنکِر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بَخت کے ایمان گیا

محبوبانِ خدا کے وسیلے پر دلائل

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھ پر دُرُود پاک کی کثرت کرو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا تمہارے لئے پاکیزگی کا باعث ہے۔(مُسْنَدُ اَبِیْ یَعْلٰی ج ۵ ص ۴۵۸ حدیث ۶۳۸۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: اللہ تعالی کی بارگاہ میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پیش کرنے کے متعلق اہلِ سنّت و الجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: اللہ تعالی کی بارگاہ میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پیش کرنے کے متعلق اہلِ سنّت و الجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ "یہ جائز ہے اور حصولِ برکات کا ذریعہ ہے" کہ بارگاہِ الٰہی میں نیک بندوں کا وسیلہ پیش کرنا دعاؤں کی قبولیت، مشکلات کے حل، مصائب و آلام سے چھٹکارے اور دینی و دُنیوی بھلائیوں کے حُصول کا آسان ذریعہ ہے۔ قراٰن و حدیث اور اَقوال و اَفعالِ بُزُرگانِ دین سے وسیلہ اِختیار کرنے کا ثُبوت ملتا ہے۔

سوال: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ "انبیاء و اولیاء کو وسیلہ بنانا شرک ہے" کیونکہ یہ کفار کا طریقہ ہے کہ وہ بھی بتوں کو وسیلہ بناتے تھے۔ اس کا کیا جواب ہو گا؟

جواب: بعض لوگوں کا یہ کہنا درست نہیں ہے کیونکہ جہاں وسیلہ کا انکار ہے وہاں بتو ں کا وسیلہ یا کفار کے لئے وسیلہ مراد ہے۔ یا وہ وسیلہ مراد ہے جس کی پوجا پاٹ کی جائے۔ اس کی مثال قرآنِ مجید میں یہ ہے:

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰهِ زُلْفٰی۔ (پ23، الزمر:3)

ترجمہ کنزالایمان: نہیں پوجتے ہیں ہم ان بتوں کو مگر اس لئے تاکہ وہ ہمیں خدا سے قریب کر دیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مشرکینِ عرب اپنے بتوں کو (جو اللہ کے دشمن ہیں) خدا تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھ کر پوجتے تھے یعنی ان کے شرک کی وجہ دو ہوئیں۔ ایک دشمنان خدا کو اس تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھنا، دوسرے انہیں پوجنا، صرف وسیلہ اختیار کرنے کی وجہ سے مشرک نہ ہوئے۔

اور جہاں وسیلہ کا ثبوت ہے، وہاں رب کے پیاروں کا وسیلہ یا مؤمنوں کے لئے وسیلہ مراد ہے تاکہ آیتوں میں تعارض واقع نہ ہو۔ اس کی مثال قرآنِ مجید میں یہ ہے:

وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ

ترجمہ: کنزالایمان: اس رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (پ6، المآئدۃ:35)

پس اس آیت میں تو اللہ تعالی نے وسیلہ بنانے کا حکم ارشاد فرمایا، لہذا جو وسیلہ کے قائل نہیں وہ اس آیت کے منکر ہوئے، اور قرآن کی کسی آیت کا انکار کفر ہے، پس بعض لوگ جو وسیلے کے انکاری ہیں وہ کافر ہوئے نہ کہ وسیلے کے قائلین۔ کیونکہ قرآن میں کئی جگہ وسیلہ اپنانے کا حکم دیا گیا ہے جیسے کہ پارہ ۵ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۶۴ میں ارشاد ہوا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۶۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ کے حضور آجائیں، پھر خدا سے معافی مانگیں اور رسول بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کریں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔(پ5، النسآء:64)

اس آیت میں حکمِ خداوندی ہے کہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں جاکر معافی مانگے، حالانکہ معافی دینے والی ذات اللہ تبارک وتعالی کی ہے خود بخشنے پر قادر ہے مگر اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو وسیلہ بنانا نہیں تو کیا ہے۔

پس ان جیسی کئی آیتوں میں وسیلہ کا ثبوت ہے مگر وہی وسیلہ مراد ہے جو اللہ کے اذن اور اجازت سے اس کا پیارا بندہ رب تک پہنچائے۔(علم القرآن ص ۱۶۲)

سوال: کیا وسیلہ اختیار کرنا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں! وسیلہ اسلام میں بڑی اہم چیز ہے کیونکہ سارے اعمال موت پر ختم ہو جاتے ہیں مگر وسیلہ پکڑنا موت، قبر، حشر ہر جگہ ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پر موت ہو، قبر میں ان کے نام پر کامیابی ہو، حشر میں ان کے طفیل نجات ہو، نیز اور اعمال کی ضرورت صرف انسانوں کو ہے مگر وسیلہ کی ضرورت ہر مخلوق کو ہے، دیکھو کعبہ معظمہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ کے بغیر قبلہ نہ بنا اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں کے بغیر بتوں کی گندگی سے پاک نہ ہو سکا۔ وسیلہ کا انکار اسلام کے بڑے اہم مسئلہ کا انکار ہے۔(علم القرآن ص ۱۶۲)

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں وسیلہ بنا سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! بنا سکتے ہیں کہ امام تقِیُّ الدّین سُبکی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی (سالِ وفات 756ھ) لکھتے ہیں: "نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وسیلے سے دعا کرنا جائز و مستحسن ہے، چاہے ولادتِ باسعادت سے قبل ہو، حیاتِ ظاہری میں ہو یا وِصال مبارک کے بعد ہو۔ اسی طرح آپ علیہ السَّلام سے خاص نسبت رکھنے والے بُزُرگوں کو وسیلہ بنانا بھی جائز و مستحسن ہے۔(شفاء السقام، ص376،358)

اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے یہود آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلے سے دعائیں کرتے اور کفار و مشرکین پر اللہ سے فتح مانگتے جس کا ثبوت قرآنِ مجید کے پارہ ۱، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۸۹ میں ہے، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ۔ وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (یعنی قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (یعنی توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی اللہ تعالی کی بارگاہ میں کسی کا وسیلہ پیش کیا ہے؟

جواب: جی ہاں! اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی اللہ تعالی کی بارگاہ میں وسیلہ پیش فرمایا ہے، چنانچہ: ہمارے پیارے مدنی آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسلمان فقرا کے وسیلے سے دعا فرمایا کرتے تھے جیسا کہ طَبرانی شریف میں ہے: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ وَيَسْتَنْصِرُ بِصَعَالِيكِ الْمُسْلِمِينَ ترجمہ: نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسلمان فقرا کے وسیلے سے فتح و نصرت طلب فرماتے تھے۔ (معجم کبیر، ج1، ص292، حدیث:859)

سوال: کیا بزرگانِ دین میں سے بھی کسی نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں کسی کا وسیلہ پیش کیا ہے؟

جواب: جی ہاں! بزرگانِ دین نے بھی اللہ تعالی کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کیا ہے، جس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ حضرت سیّدنا آدم علیہ الصلاۃ وَ السَّلام نے حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وسیلے سے دعا کی تو ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: بے شک! محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام مخلوق میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں اور اب کہ تو نے ان کے حق کے واسطے سے سوال کیا ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کر دی اور اگر محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔" (دلائل النبوۃ للبیہقی، ج5، ص489)

(۲)۔۔۔ امیر المؤمنین حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قحط کے وقت یوں دعا کیا کرتے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! پہلے ہم تیرے نبی کے وسیلے سے دعا کرتے تھے،

اب اپنے نبی کے چچا حضرتِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں، ہمیں بارش عطا فرما! (بخاری، ج1، ص346، حدیث:1010)

(۳)۔۔۔ حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیّدنا ابنِ اَسْوَد جُرَشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگا کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد، ج7، ص309 ملخصاً)

(۴)۔۔۔ امام اعظم، ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں: اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَوَهُوَ اَبَاكَ آپ ہی وہ ہستی ہیں کہ جب جَدِّ اعلیٰ آدم علیہ السَّلام نے لَغْزِش کے سبب آپ کا وسیلہ پکڑا تو وہ کامیاب ہوئے۔ (مجموعہ قصائد، ص40)

(۵)۔۔۔ حضرت امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ حضرت امام اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے توسّل کرتے، ان کی قبر پر حاضر ہو کر زیارت کرتے، پھر اپنی حاجت پوری ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انہیں وسیلہ بناتے۔ (تاریخ بغداد، باب ماذکر فی مقابر بغداد الخصوصۃ، ۱/۱۳۵)

(۶)۔۔۔ علّامہ ابنِ عابِدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی نبیِّ کریم، رَءوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم، امام اعظم اور دیگر صالحین علیہ رحمۃ اللہ المُبِین کے وسیلے سے دعا کرتے تھے۔ (ردالمحتار، ج1، ص18 ملخصاً)

(۷)۔۔۔ تابوتِ سکینہ میں انبیائے کرام علیہم السَّلام کے تبرکات تھے، بنی اسرائیل مشکل وقت میں اُس تابوت کے وسیلے سے دعا کرتے اور دشمنوں کے مقابلے میں فتح پاتے۔ (جلالین، پ2، البقرۃ، تحت الآیۃ:248، ج1، ص142)

(۸)۔۔۔ حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: مَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَی اللّٰہِ فِیْ حَاجَۃٍ قُضِیَتْ حَاجَتُہ جو مجھے وسیلہ بنا کر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کوئی حاجت طَلَب کرے اس کی حاجت پوری کی جاتی ہے۔(نزہۃ الخاطر الفاتر، ص67)

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے وسیلہ بنانے کی تعلیم بھی ارشاد فرمائی ہے؟

جواب: جی ہاں! اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے وسیلہ بنانے کی تعلیم بھی ارشاد فرمائی ہے، چنانچہ "سُنَنِ ابنِ ماجہ "میں ہے کہ ایک نابینا صحابی بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں حاضر ہو کر دعا کے طالب ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں اس طرح دعا مانگنے کا حکم دیا: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ" ۔ ترجمہ: اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبیِ رحمت حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ متوجہ ہوتا ہوں اے محمد! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وسیلے سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کی تاکہ میری حاجت پوری کر دی جائے، اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، پس تو میرے لئے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت قبول فرما۔

(ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی صلاۃ الحاجۃ، ۲/۱۵۷، الحدیث: ۱۳۸۵)

حضرتِ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"ہم ابھی محوِ گفتگو تھے کہ وہ نابینا شخص (جب دوبارہ) حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو یوں محسوس ہوا کہ اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی یعنی وہ نابینا ہی نہ تھے کیونکہ وہ بینا ہو چکے تھے"۔

(معجم کبیر، ما اسند عثمان بن حنیف، ۹/ ۳۱، حدیث: ۸۳۱۰)

وفات شریف کے بعد بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم مصائب و حروب و حاجات میں آپ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو پکارا کرتے اور آپ سے استغاثہ کیا کرتے تھے۔ دیکھئے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۷۵۲ صفحات پر مشتمل کتاب بنام "سیرتِ رسولِ عربی" کے صفحہ نمبر ۷۰۵۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر دلائل

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے جب باہم (یعنی آپس میں) ملیں اور مصافحہ کریں (یعنی ہاتھ ملائیں) اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُودِ پاک بھیجیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (مُسْنَدُ اَبِیْ یَعْلٰی ج ۳ ص ۹۵ حدیث ۲۹۵۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: کیا اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آخری نبی بنا کر بھیجا ہے؟

جواب: جی ہاں! نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ پاک نے آخری نبی بنا کر بھیجا ہے اور اس کا ماننا اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے ۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کسی طرح کا کوئی نیا نبی ورسول نہ آیا ہے اور نہ ہی آسکتا ہے۔

("سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعة... إلخ، الحديث: ۲۲۲۶، ج۴، ص۹۳)

سوال: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے آخری نبی کیسے ہیں جبکہ قربِ قیامت حضرتِ عیسی علیہ السلام تشریف لائیں گے؟

جواب: یقیناً حضرتِ عیسی علیہ السلام قربِ قیامت تشریف لائیں گے مگر وہ نئے نبی نہیں بلکہ پہلے تشریف لا چکے ہیں، اور حضرت سیّدُنا عیسیٰ علیہ السَّلام قیامت کے نزدیک جب تشریف لائیں گے تو سابق وصفِ نبوت ورسالت سے متصف ہونے کے باوجود وہ اپنی شریعت کی

تبلیغ کرنے کے بجائے ہمارے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نائب واُمّتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔(خصائص کبریٰ،ج2،ص329)

سوال: کیاعقیدۂ ختمِ نبوت قرآن سے ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں!عقیدۂ ختمِ نبوت کو قراٰنِ پاک میں یوں بیان فرمایا گیاہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ-وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا(۴۰)

تَرجَمۂ کنزُالعِرفان: محمد تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔(پ22،الاحزاب:40)

سوال: کیاعقیدۂ ختمِ نبوت حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں!خود تاجدارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی مبارک زبان سے اپنے آخری نبی ہونے کو بیان کیاہے چنانچہ:

(1)۔۔۔فَاِنِّیْ آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِی آخِرُ الْمَسَاجِدِ بے شک میں سب نبیوں میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے (جسے کسی نبی نے خود تعمیر کیاہے)۔

(مسلم،ص553،حدیث:3376)

(2)۔۔۔مجھے انبیائے کرام علیہمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی:(1)۔۔۔مجھے جامع کلمات دیئے گئے۔(2)۔۔۔رُعب طاری کرکے میری مدد کی گئی۔(3)۔۔۔میرے لئے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا گیا۔(4)۔۔۔میرے لئے ساری زمین پاک اور نَماز کی جگہ بنادی گئی۔(5)۔۔۔مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا۔(6)۔۔۔مجھ پر نبوت

ختم کر دی گئی۔(مسلم،ص210،حدیث:1167)

(3)۔۔۔اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِی وَلَا نَبِیَّ بے شک رِسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہو گا اور نہ کوئی نبی۔

(ترمذی،ج4،ص121،حدیث:2279)

(4)۔۔۔اَنَا آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ میں سب سے آخری نبی ہوں اور تم سب سے آخری اُمّت ہو۔(ابنِ ماجہ،ج4،ص414،حدیث:4077)

(5)۔۔۔اَنَا مُحَمَّدٌ، النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ، اَنَا مُحَمَّدٌ، النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ، ثَلَاثًا، وَلَا نَبِیَّ بَعْدِی، میں محمد ہوں، اُمّی نبی ہوں تین مرتبہ ارشاد فرمایا،، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(مسند احمد،ج2،ص665،حدیث:7000)

(6)۔۔۔بنی اسرائیل کا نظامِ حکومت اُن کے اَنبیائے کرام علیہمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام چلاتے تھے جب بھی ایک نبی جاتا تو اس کے بعد دوسرا نبی آتا تھا اور میرے بعد تم میں کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔(مصنف ابن ابی شیبۃ،ج8،ص615،حدیث:152)

(7)۔۔۔ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ، فَلَا نُبُوَّةَ بَعْدِی اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ۔ قِیْلَ: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ یَرَاهَا الرَّجُلُ اَوْ تُرٰی لَه یعنی نبوت گئی، اب میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں۔ عرض کی گئی: بشارتیں کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: اچھا خواب کہ آدمی خود دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے۔(معجم کبیر،ج3،ص179،حدیث:3051)

(8)۔۔۔اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ یعنی میں خَاتَمُ النَّبِیِّین ہوں اور یہ بطورِ فخر نہیں کہتا۔

(معجم اوسط،ج1،ص63،حدیث:170)

مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور و بشر ہونے پر دلائل

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے یہ کہا: ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ'' اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

(مُعْجَم کبیر ج ۵ ص ۲۵ حدیث ۴۸۰۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نور و بشر ہونے کے متعلق اہلِ سنّت و الجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نور و بشر ہونے کے متعلق اہلِ سنّت و الجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے مدنی آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ یعنی حقیقت کے اعتبار سے نور اور صورت کے اعتبار سے بے مثل بشر سید البشر، افضل البشر ہیں۔ (اسلام کی بنیادی باتیں حصہ ۳، ص ۶۵)

سوال: کیا سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نور ہونا قرآنِ پاک سے ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں! سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نور ہونا قرآنِ پاک سے ثابت ہے۔ چنانچہ پارہ 6 سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 15 میں ارشاد ہوتا ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ”نور سے مراد اسلام ہے نہ کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ و سلم“ اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت میں نور سے مراد نبیِ کریم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ جیسے کہ سید المفسرین حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اپنی قرآنِ پاک کی پہلی تفسیر ”تفسیرِ ابنِ عباس“ میں فرماتے ہیں: ”قَدْ جَآءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ“ (یَعْنِیْ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم) ترجمہ: یقیناً آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ (تفسیرِ ابنِ عباس ج۱، ص۹۰)

تفسیر روح المعانی میں اس آیت کے تحت ہے: یعنی نورِ عظیم اور وہ نوروں کا نور، نبی مختار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ (تفسیر روح المعانی، پ۶، المآئدۃ، تحت الآیۃ:۱۵، الجزء السادس، ص۳۶۷)

اور فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے کہ علما فرماتے ہیں: یہاں نور سے مراد محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ۳۰/۷۰۷)

محی السنہ، امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیرِ بغوی میں لکھتے ہیں: اس آیت میں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے، ہاں! ایک ضعیف قول یہ ہے کہ یہاں نور سے مراد اسلام ہے۔ (تفسیرِ بغوی ج۲، ص۳۲)

بعض لوگوں کو ضعیف قول نظر آیا اور جمہور مفسرین کے اقوال بلکہ صحابیِ رسول، سید المفسرین حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا قول بھی نظر نہ آیا، کہیں یہ شانِ رسالت کی توہین کے پہلوں تلاش کرنا تو نہیں نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ!

سوال: کیا سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے نور ہونے کا ذکر خود بھی فرمایا ہے؟

جواب: جی ہاں! سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے نور ہونے کا ذکر خود بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا جابر بن عبد اللہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان! مجھے بتائیے کہ سب سے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کیا چیز بنائی؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے جابر! بے شک بالیقین، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف، کتاب الایمان، باب فی تخلیق نور محمد، ص ۴۳، حدیث: ۱۸)
فتاویٰ رضویہ، ۳۰/ ۶۵۸ مواھب لدنیہ، المقصد الاول تشریف اللہ تعالی لہ، ۱/ ۳۶)

سوال: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بشریت کا انکار کرنا کیسا؟

جواب: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بشریت کا مطلقاً انکار کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۱۴/ ۳۵۸) بلکہ اِس میں شک کرنا بھی کفر ہے کیونکہ شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بَشَرِیَّت قرآنِ مجید کی نَصِّ قَطعی سے ثابت ہے۔ ہاں! اپنے جیسا بشر نہ کہے خیرُ البشر، سیِّدُ البشر کہے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ۲۲۴) کیونکہ تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بشر ہی تھے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تَعَالٰی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا (پ ۱۳، یوسف: ۱۰۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے۔

سوال: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے جیسا بشر کہنا کیسا ہے؟

جواب: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے جیسا بشر کہنا اہلِ ایمان کا طریقہ نہیں، کیونکہ بقصد تحقیر ایسا کہنا ناپاک ارادے کی بنا پر بلاشبہ کفر ہے۔ یقیناً آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بشر بھی ہیں لیکن آپ کی بشریت عام انسانوں کی طرح نہیں، لہٰذا آپ کی بشریت کو عام انسانوں کی طرح قرار دینا مسلمانوں کا شیوہ نہیں بلکہ قرآنِ کریم میں مختلف مقامات پر اسے کافروں کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے نبی کو اپنے جیسا بشر سمجھتے تھے۔ چنانچہ فرمانِ باری تَعَالٰی ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗؕ-اَفَلَا تَتَّقُوْنَ(۲۳) فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْۙ-(پ۱۸، المؤمنون:۲۳، ۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی۔

معلوم ہوا نبی کی شان گھٹانے کے لئے بشر بشر کی رٹ لگانا کفار ناہنجار کا طریقہ ہے اور سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بشر تو ہیں مگر ہماری مثل نہیں بلکہ افضل البشر ہیں۔

سوال: کیا ایک شخصیت نور و بشر ہو سکتی ہے؟ اور کیا نور لباسِ بشریت میں آ سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ایک شخصیت نور و بشر ہو سکتی ہے اور نور لباسِ بشریت میں آ سکتا ہے، یہ دونوں باتیں قرآن سے ثابت ہیں:

(۱)۔۔۔ حضرتِ جبرئیل علیہ السلام نور ہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں، اور یہ بات قرآن سے ثابت ہے کہ حضرتِ جبرئیل علیہ السلام کئی بار لباسِ بشریت میں تشریف لائے، بلکہ قرآنِ مجید میں آپ علیہ السلام پر بشر کا لفظ استعمال ہوا، چنانچہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آنے کو یوں بیان کیا گیا ہے:

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۔ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو ان سے ادھر ایک پردہ کر لیا تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔ (پ۱۶، مریم، ۱۷)

(۲)۔۔۔ حضرتِ جبرئیل علیہ السلام بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ و الہ وسلم میں حضرتِ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آیا کرتے، چنانچہ: ایک دفعہ حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حضرتِ دحیہ کلبی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی صورت میں سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضرتِ ام سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس موجود تھیں۔ حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ گفتگو کرتے رہے پھر اُٹھ کر چلے گئے۔ اس کے بعد پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے دریافت فرمایا: یہ کون تھے؟ عرض کی: حضرتِ دحیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، فرماتی ہیں: اللہ رَبُّ الْعِزّت کی قسم! میں نے انہیں حضرتِ دحیہ کلبی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہی سمجھا تھا لیکن پھر میں

نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خطبہ سنا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ وہ حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ص ۹۲۲، الحدیث: ۳۶۳۴)

(۳)۔۔۔ حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ ایک روز ہم رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے بہت سفید تھے (اور) بال نہایت سیاہ، نہ اس شخص پر سفر کا کوئی نشان تھا اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا یہاں تک کہ وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سامنے بیٹھ گیا اور دو زانو ہو کر اپنے گھٹنے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے گھٹنے سے ملا دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے اور اسلام، ایمان، احسان اور قیامت کی نشانیوں کے متعلق سوال کیا، پھر وہ شخص چلا گیا، میں کچھ دیر رُکا رہا، پھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! جانتے ہو وہ سائل کون تھا؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: وہ جبرائیل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

(صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب الإیمان والإسلام والاحسان، الحدیث: ۱۔(۸)، ص ۲۲)

جب جبرئیل علیہ السلام کے لباسِ بشریت میں آنے اور قرآنِ مجید میں آپ علیہ السلام پر بشر کا اطلاق ہونے سے آپ علیہ السلام کی نورانیت میں فرق نہیں آیا تو حضورِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لباسِ بشریت میں آنے اور قرآنِ مجید میں آپ پر بشر کہنے سے آپ کی نورانیت میں کیسے فرق آسکتا ہے۔

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نور ہیں تو کھاتے پیتے کیوں تھے؟

جواب: قاعدہ ہے کہ جو چیز جس لباس میں ہوتی ہے اس کے لوازمات بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں، یہ قاعدہ بھی قرآنِ مجید سے لیا گیا ہے، کہ جب حضرتِ موسی علیہ السلام نے جادوگروں کے سانپوں کے سامنے اپنا عصا پھینکا، وہ اژدھے کی شکل اختیار کر گیا اور سانپوں کو کھا گیا، پھر جب پکڑا تو دوبارہ عصا بن گیا، قرآنِ مجید میں ہے:

وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۔فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ اپنا عصا ڈال تو ناگاہ وہ ان کی بناوٹوں کو نگلنے لگا۔ (پ۹، الاعراف، ۱۱۷)

عصا کا کام کھانا پینا نہیں، مگر جب وہ اژدھے کے لباس میں ہو تو سانپوں کو کھانے لگتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو چیز جس لباس میں ہوتی ہے اس کے لوازم بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔

بس! کھانا پینا بشریت کے لوازم میں سے ہے، نور کھاتا پیتا نہیں، مگر نور جب لباسِ بشریت میں آتا ہے تو بشریت کے لوازم بھی ساتھ ہوتے ہیں، بھوک بھی لگتی ہے، پیاس بھی لگتی ہے، ہاں! جب نورانیت کا غلبہ ہوتا ہے تو صومِ وصال (یعنی لگاتار بغیر سحری و افطار کے روزے) رکھتے ہیں، اور جب صحابۂ کرام علیہم الرضوان اس کی اجازت مانگتے ہیں کہ ہم بھی صومِ وصال رکھیں گے، تو ارشاد ہوتا ہے: ''اَیُّكُمْ مِثْلِیْ تم میں میری مثل کون ہے؟''

(بخاری، کتاب الصوم، باب التنکیل لمن اکثر الوصال، ۱/۶۴۶، حدیث: ۱۹۶۵)

سوال: قرآن میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے خود کہلوایا گیا ہے کہ ''قُلْ'' آپ لوگوں سے کہہ دیجئے ''اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ'' کہ میں تم جیسا بشر ہوں، تو پھر ہم کیوں نہیں کہہ سکتے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہماری طرح بشر ہیں؟

جواب: جن آیتوں میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہلوایا گیا ہے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں وہاں مطلب یہ ہے کہ خالص بندہ ہونے میں تم جیسا بشر ہوں کہ جیسے تم نہ خدا ہو، نہ خدا کے بیٹے، نہ خدا کے ساجھی اور نہ شریک، ایسے ہی میں نہ خدا ہوں، نہ اس کا بیٹا، نہ اس کے ساجھی، اور نہ اس کا شریک بلکہ میں خالص بندہ ہوں۔

جیسا کہ اسی آیت میں ہے "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ "تم فرمادو کہ میں تم جیسا بشر ہوں۔ کس چیز میں؟ "اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ" اس چیز میں کہ میرا اور تمہارا رب ایک ہے، ورنہ تم کہاں اور میں کہاں کہ "یُوْحٰۤى اِلَیَّ "کہ میری طرف اللہ کی وحی آتی ہے اور تمہاری طرف نہیں آتی۔ پس اس آیت میں خود ہی جواب مذکور ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ! ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ (پ16، الکھف:110)

پس جہاں اس آیت سے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بشر ہونے کا پتا چلتا ہے وہیں ہمارے جیسے بشر نہ ہونا بھی ثابت ہو رہا ہے کہ ان کی جانب وحیٔ الٰہی آتی ہے اور ہماری جانب وحیٔ الٰہی نہیں آتی۔

سوال: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بشریت کا اعلان کروانے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بارہا اپنی بندگی اور بشریت کا اعلان کرنا اس لئے تھا کہ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام میں دو معجزے دیکھ کر انہیں خدا کا بیٹا کہہ دیا، ایک تو ان کا بغیر باپ پیدا ہونا اور دوسرے مُردے زندہ کرنا۔ جبکہ مسلمانوں نے صدہا معجزے حضور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھے، چاند کا دو ٹکڑے ہوتے ہوئے۔ سورج کو لوٹتے ہوئے، کنکریوں کا کلمہ پڑھتے ہوئے، انگلیوں سے پانی کے چشمے بہتے ہوئے وغیرہ۔ تو اندیشہ تھا کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہہ دیں۔ اس احتیاط کے لئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بار بار اپنی بشریت کا اعلان کروایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بارہا اس کا اعتراف فرمایا۔ (علم القرآن ص ۱۸۶)

انبیاء واولیاء کو ندا کرنے پر دلائل

درود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مُصطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے کتاب میں مجھ پر دُرُود پاک لکھا تو جب تک میرا نام اُس میں رہے گا فرشتے اُس کے لئے استغفار (یعنی بخشش کی دعا) کرتے رہیں گے۔ (مُعْجَم اَوسط ج ۱ ص ۴۹۷ حدیث ۱۸۳۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: انبیاء و اولیاء کو دور و نزدیک سے ندا کرنے (یعنی پکارنے) کے متعلق اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: انبیاء و اولیاء کو دور و نزدیک سے ندا کرنے (یعنی پکارنے) کے متعلق اہلِ سنّت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ "بالکل جائز و درست ہے اور حصولِ برکات کا ذریعہ ہے"۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ "انبیاء و اولیاء کو ندا کرنا یعنی پکارنا شرک ہے کیونکہ قرآنِ مجید میں اس کی ممانعت آئی ہے" اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: بعض لوگوں کا یہ کہنا درست نہیں ہے کیونکہ قرآنِ مجید میں جہاں جہاں غیر خدا کو پکارنے سے منع فرمایا گیا ہے یا پکارنے والوں کی برائی بیان ہوئی ہے تو اس پکارنے سے مراد معبود سمجھ کر پکارنا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے:

(1)۔۔۔ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ ترجمہ: اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو خدا کے سوا پوجے۔ (پ26، الاحقاف:5)

(2)۔۔۔ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾۔ ترجمہ: اور اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پوجو۔(پ29،الجن:18)

ان جیسی صدہا آیتوں میں دعا کے معنی پوجنا ہے یعنی معبود سمجھ کر پکارنا, نہ کہ محض پکارنا۔ جبکہ اہلِ سنّت و الجماعت کا کوئی فرد محبوبانِ خدا کو پکارنے میں ان کو معبود نہیں سمجھتا ہے۔

اور جہاں غیر خدا کو پکارنے کا حکم ہے یا اس پکارنے پر ناراضی کا اظہار نہ ہو تو اس سے مراد بلانا یا پکارنا ہی ہو گا۔ جیسے کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے

(1)۔۔۔ وَ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ ترجمہ: اللہ کے سوا جس کو طاقت رکھتے ہو بلا لو۔(پ11،یونس:38)

(2)۔۔۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ۔ ترجمہ: پکارو انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے۔ (پ21،الاحزاب:5)

ان جیسی صدہا آیات میں دعا کے معنی پکارنا یا بلانا ہے۔(علم القرآن ص۱۵۹)

سوال: انبیاء و اولیاء کو دور و نزدیک سے ندا کرنے (یعنی پکارنے) کے متعلق کیا دلیل ہے؟

جواب: انبیاء و اولیاء کو دور و نزدیک سے ندا کرنے (یعنی پکارنے) کے متعلق درج ذیل دلائل ہیں:

(1)۔۔۔ امام طبرانی سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور پر نور سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: اِذَا اَضَلَّ اَحَدُكُمْ شَيْئاً وَاَرَادَ اَحَدُكُمْ عَوْناً

وَهُوَبِاَرْضٍ لَيْسَ بِهَا اَنِيْسٌ فَلْيَقُلْ يَاعِبَادَاللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ، يَاعِبَادَاللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ ، يَاعِبَادَاللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ فَاِنَّ لِلّٰهِ عِبَاداً لَايَرَاهُمْ۔ جب تم میں سے کوئی شخص سنسان جگہ میں بہکے بھولے یا کوئی چیز گم کردے اور مدد مانگنی چاہے تو یوں کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔ (المعجم الکبیر ماسند عتبہ بن غزوان حدیث ۲۹۰ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۱۷/۱۰و۱۱۸)

(۲)۔۔۔ امام بزار نے حضرتِ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہئے یوں ندا کرے "اے خدا کے بندو! روک لو" کہ اللہ تعالٰی کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اسے روک لیں گے۔ (المعجم الکبیر مروی از عبداللہ ابن مسعود حدیث ۱۰۵۱۸ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۶۷/۱۰)

سوال: "یَا رَسُوْلَ اللّٰہ" کہنے کے جواز پر کیا دلائل ہیں؟

جواب: "یَا رَسُوْلَ اللّٰہ" کہنے کے درج ذیل دلائل ہیں:

(۱)۔۔۔ قرآنِ کریم میں بہت سے مقامات پر اللہ تعالٰی نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نداء فرمائی۔ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ، یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ، یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ، یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ وغیرہ ان تمام آیات میں حرفِ ندا 'یا' کے ساتھ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو خطاب فرمایا ہے۔

(۲)۔۔۔ نِدا کے صیغے کے ساتھ سلام پڑھنا تو ایسا ہے کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی کیونکہ ہر شخص نماز کے اَندر تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پڑھتا ہے اگر اس میں سے ایک لفظ بھی چھوٹ جائے تو نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ اَلفاظ تَشَہُّد کا جُز ہیں اور تَشَہُّد کا ایک ایک لَفْظ پڑھنا واجب ہے۔ چُنانچہ

صَدرُالشَّریعہ،بَدرُالطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مُفتی محمد امجد علی اَعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں: ”دونوں قَعدوں میں پورا تَشَہُّد پڑھنا، یونہی جتنے قَعدے کرنے پڑیں سب میں پورا تَشَہُّد واجب ہے ایک لَفْظ بھی اگر چھوڑے گا، ترکِ واجب ہوگا۔“ (اور اگر جان بوجھ کر واجب ترک کیا تو نماز نہیں ہوگی۔) (بہارِ شریعت،۱/۵۱۸)

نِدا (یعنی پکار) کے صیغوں کے ساتھ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکارنا اور **دُرُود و سلام** پڑھنا صَحابۂ کرام اور بُزُرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہ الْمُبِیْن کا معمول رہا ہے چنانچہ:

(۳)۔۔۔ حضرت سَیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، آپ فرمایا کرتے:۔”جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ ضرور کہتا ہوں۔“

(القول البدیع، الباب الخامس فی الصلاۃ علیہ فی اوقات مخصوصۃ، ص۳۶۵)

(۴)۔۔۔ اسی طرح محمد بن سیرین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے زمانے کے لوگوں کا معمول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”جب لوگ مسجد میں داخل ہوا کرتے تو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ کہا کرتے تھے“۔

(القول البدیع، الباب الخامس فی الصلاۃ علیہ فی اوقات مخصوصۃ، ص۳۶۵)

(۵)۔۔۔ حضرت حاجی امدادُ اللہ مُہاجرمکّی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے“۔

(رحمتوں کی برسات، ص۳۳۵)

(۶)۔۔۔ صحیح مسلم میں حضرت سیّدُنا بَراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے جو حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مدینۂ پاک میں داخلے کا منظر بیان کرتے

ہوئے فرماتے ہیں: ”عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرّق ہو گئے۔ نعرے لگاتے پھرتے تھے، یَامُحَمَّدُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، یَامُحَمَّدُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔“

(صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب فی حدیث الھجرۃ...الخ، ص۱۶۰۸، حدیث:۲۰۰۹)

(۷)۔۔۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانے میں نبوّت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذّاب کے خلاف مسلمانوں اور مُرتدّین کے درمیان جنگِ یمامہ ہوئی جس میں مسلمانوں کا نعرہ **”یَامُحَمَّدَاہ“** تھا۔ (تاریخ الطبری، ذکر بقیۃ خبر مسیلمۃ الکذاب...الخ، ۲/۲۸۱)

(۸)۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا پاؤں سو گیا، کسی نے کہا: انہیں یاد کیجیے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے بآوازِ بلند کہا: **”یَامُحَمَّدَاہ“** فوراً پاؤں کھل گیا۔ (الشفاء، فصل فیما روی عن السلف والأئمۃ (من محبتھم للنبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وشوقھم لہ)، جزء۲، ص۲۳)

یارسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے
جس نے یہ نعرہ لگایا اُس کا بیڑا پار ہے

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ”یَا مُحَمَّدُ“ کہہ کر پکار سکتے ہیں؟

جواب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”علماء تصریح فرماتے ہیں: حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نام لے کر ندا کرنا حرام ہے۔ اور (یہ بات) واقعی محلِ انصاف ہے، جسے اس کا مالک ومولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے (تو) غلام کی کیا مجال کہ (وہ) راہِ ادب سے تجاوز کرے، بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا: اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے

تعلیم فرمائی (ہو) جیسے دعائے "یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ"۔ تاہم اس کی جگہ یَارَسُوْلَ اللہ، یَا نَبِیَّ اللہ (کہنا) چاہئے، حالانکہ الفاظِ دعا میں حتَّی الوُسْعَ تغییر نہیں کی جاتی۔ یہ اہم ترین مسئلہ ہے جس سے اکثر اہل زمانہ غافل ہیں حالانکہ واجب الحفظ ہے۔ (فتاوی رضویہ، ۳۰/۱۵۸-۱۵۷)

سوال: حرفِ ندا "یَا" کے ذریعے قریب والے کو پکارا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو مدینہ میں اتنے دور ہیں تو کیوں کر درست ہو گا؟

جواب: حرفِ ندا "یَا" قریب اور بعید دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ علمِ نحو کی تمام کتابوں میں لکھا ہے "یَا لِلْقَرِیْبِ وَ الْبَعِیْدِ" ترجمہ: یا حرفِ ندا دور اور نزدیک دونوں کے لئے ہے۔

مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے پر دلائل

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اے لوگو! بے شک بروزِ قیامت اس کی دہشتوں (یعنی گھبراہٹوں) اور حساب کتاب سے جلد نجات پانے والا شخص وہ ہوگا جس نے تم میں سے مجھ پر دُنیا کے اندر بکثرت دُرود شریف پڑھے ہوں گے۔

(اَلْفِردَوس بمأثور الْخِطاب ج ۵ ص ۲۷۷ حدیث ۸۱۷۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کے بارے میں اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کے بارے میں اہلِ سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیبِ کریم، رءوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بے شُمار کمالات عطا فرمائے ہیں جن میں سے ایک حاضِر وناظِر ہونا بھی ہے۔

سوال: حاضر وناظر ہونے کا کیا معنی ہے؟

جواب: حاضِر وناظِر ہونے کا معنٰی یہ ہے کہ قُدسی (یعنی اللہ کی دی ہوئی) قوت والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالَم (یعنی سارے جہان، زمین و آسمان، عرش و کرسی، لوح و قلم، ملک و ملکوت) کو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھے اور دُور و قریب کی آوازیں سُنے یا ایک آن (یعنی لمحہ

بھر) میں تمام عالَم کی سیر کرے اور سینکڑوں مِیل دُور حاجت مندوں کی حاجت رَوائی کرے۔ یہ رفتار خواہ رُوحانی ہو یا جسمِ مثالی کے ساتھ ہو یا اسی مبارک جسم سے ہو جو قبر میں مَدفون ہے۔

(جاء الحق، ص116 ملخصاً)

سوال: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ "حاضر و ناظر کا یہ مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر ہر جگہ موجود ہیں، اور ایسا کہنا شرک ہے" اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: حاضر و ناظر کا یہ مطلب کوئی نہیں لیتا کہ حُضُورِ اکرم، نبیِّ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ظاہری جسمِ اَقدس ہر ہر جگہ موجود ہے، بلکہ وہی مطلب ہے جو اوپر بیان ہوا کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی قبرِ انور میں موجود ہیں اور تمام عالم کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے ہتھیلی میں کوئی چیز اور جس جگہ چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ البتّہ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بیک وقت ایک سے زائد مقامات پر جلوہ فرما ہو سکتے ہیں۔

(من عقائد اہل السنۃ، ص318 ملتقطاً)

جب سوال میں ذکر کیا ہوا مطلب کوئی مراد لیتا ہی نہیں تو شرک کیسا، لہذا یہ افتراء ہے جو کہ اہلِ سنّت والجماعت کے سر بد مذہب باندھتے ہیں۔

سوال: حاضر و ناظر کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے کیا کوئی مثال بھی ہے؟

جواب: جی ہاں! حاضِر و ناظِر کے مفہوم کو ایک مثال سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر ہے لیکن اپنی روشنی اور نورانیّت کے ساتھ روئے زمین پر موجود ہے اسی طرح (بلا تشبیہ) آفتابِ نبوت، ماہتابِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے جسمِ اَقدس کے ساتھ مدینہ شریف میں اپنے مزارِ پُر اَنوار میں موجود ہیں لیکن ساری

کائنات کو یوں دیکھتے ہیں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی کو، نیز اُمّتیوں کے اعمال کو دیکھتے ہیں اور اللہ کے حکم سے تصرُّف بھی فرماتے ہیں۔

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ناظر (یعنی دیکھنے والا) ہونے پر قرآنی دلیل کیا ہے؟

جواب:(۱)۔۔۔ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ناظر (یعنی دیکھنے والا) ہونے کی دلیل کے متعلق اللہ کریم، قرآنِ عظیم کے پارہ ۲۲، سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۴۵، اور ۴۶ میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿۴۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ﴿۴۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا، اور چمکا دینے والا آفتاب۔

اور پارہ ۲۶، سورۂ فتح کی آیت نمبر ۸ میں ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿۸﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشی اور ڈر سناتا۔ (پ26، الفتح:8)

آیت کی تفسیر

پہلی تفسیر۔۔۔ حضرت علّامہ علاء الدّین علی بن محمد خازِن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے پیارے حبیب! بے شک ہم نے آپ کو آپ کی اُمّت کے اَعْمال اور اَحْوال کا مُشاہَدہ فرمانے

والا بنا کر بھیجا، تا کہ آپ قِیامت کے دن ان کی گواہی دیں اور دنیا میں ایمان والوں اور اطاعت گزاروں کو جنّت کی خوشخبری دینے والا اور کافروں، نافرمانوں کو جہنّم کے عذاب کا ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔(تفسیر خازن، پ26، الفتح، تحت الآیۃ:8، ج4، ص146)

دوسری تفسیر۔۔۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سنا، تا کہ جو تمہاری تعظیم کرے اُسے فضلِ عظیم کی بَشارت دو اور جو مَعَاذَ اللہ بے تعظیمی سے پیش آئے اسے عذابِ اَلیم کا ڈر سناؤ، اور جب وہ شاہد و گواہ ہوئے اور شاہد کو مشاہدہ درکار، تو بہت مُناسِب ہوا کہ اُمّت کے تمام افعال و اقوال و اعمال واحوال اُن کے سامنے ہوں۔(اور اللہ پاک نے آپ کو یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے جیسا کہ) طبرانی کی حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: اِنَّ اللہ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔ ترجمہ: بے شک اللہ کریم نے میرے سامنے دنیا اٹھادی تو میں دیکھ رہا ہوں اُسے اور جو اس میں قِیامت تک ہونے والا ہے جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

(کنز العمال، جز:11، ج6، ص189، حدیث:31968، فتاویٰ رضویہ، ج15، ص168 ملخصًا)

(۲)۔۔۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: ”وَ یَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا“ **ترجمۂ کنزُالایمان:** اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔(پ2، البقرۃ:143)

آیت کی تفسیر

اس آیت کی تفسیر میں حضرت سیّدُنا امام ابنِ جَرِیر طَبری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا ابو سعید خُدْری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا۔ بِمَا عَمِلْتُمْ اَوْ

فَعَلْتُمْ یعنی تم جو جو اعمال و افعال کرتے ہو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُن سب پر گواہ ہوں گے۔(تفسیر طبری، پ2، البقرۃ، تحت الآیۃ:143، ج2، ص10، حدیث:2186)

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ناظر (یعنی دیکھنے والا) ہونے پر حدیث سے دلیل کیا ہے؟

جواب: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کثیر فرامین میں "ناظِر" کا مفہوم موجود ہے مثلاً:

(1)۔۔۔ حضرت سیّدُنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ پاک نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں (یعنی تمام جوانب واطراف) کو دیکھ لیا۔

(مسلم، ص1182، حدیث:7258)

(2)۔۔۔ حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حُضُور نبیِّ کریم، رءوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک نے میرے سامنے دنیا پیش فرمادی، میں دنیا اور اس میں پیش آنے والے قِیامت تک کے واقعات کو اپنی اس ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔(مجمع الزوائد، ج8، ص510، حدیث:14067)

(۳)۔۔۔ حضرت سیدتنا اسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نمازِ کسوف ادا فرمائی، فراغت کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا کی، پھر ارشاد فرمایا: ہر وہ شے جس کو میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا اسے میں نے اس

مقام پر دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت و دوزخ کو بھی دیکھ لیا، معلوم ہوا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے زمین پر تشریف فرما ہو کر جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمایا۔

(بخاری، کتاب الوضوء، باب من لم یتوضأ الا من الغشی المثقل، ۱/۸۷، حدیث:۱۸۴)

(۴)۔۔۔ام المومنین حضرت سیدتنا اُمّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ ایک شب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیدار ہوئے اور فرمایا: سبحان اللہ! اس رات میں کس قدر فتنے اور خزانے اتارے گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آئندہ ہونے والے فتنوں کو بچشم ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

(بخاری، کتاب التھجد، باب تحریض النبی علی صلاۃ اللیل الخ، ۱/۳۸۳، حدیث:۱۱۲۶)

(۵)۔۔۔حضرت سیّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جنگِ موتہ میں شریک حضرت سیّدُنا زید، حضرت سیّدُنا جعفر اور حضرت سیّدُنا ابن رواحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی شہادت کی خبر لوگوں کو اس طرح دی گویا کہ موتہ جو کہ مدینہ منورہ سے بہت ہی دور ہے وہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ شریف سے دیکھ رہے ہیں۔

(بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ موتۃ من ارض شام، ۳/۹۶، حدیث:۴۰۴۲ ماخوذاً)

(۶)۔۔۔ام المؤمنین حضرت سیدتنا میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا روایت کرتی ہیں کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک رات میرے پاس تشریف فرما تھے کہ آپ حسبِ معمول نمازِ تہجد کے لئے اُٹھے اور وضو کرنے کی جگہ تشریف لے گئے۔ میں نے سُنا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین مرتبہ فرمایا کہ میں تیرے پاس پہنچا اور تو مدد کیا گیا۔ جب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وضو کر کے باہر تشریف لائے تو میں نے

عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! میں نے سُنا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین مرتبہ لَبَّیْك اور تین مرتبہ نُصِرْتَ فرمایا، گویا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی سے کلام فرمارہے ہیں کیا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس کوئی تھا؟ تو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: راجز مجھ سے فریاد کررہا تھا۔ اس وقت حضرت سیّدُنا راجز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مکہ مکرمہ میں اور حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ میں تھے۔ (المعجم الصغیر، الجزء الثانی، ص ۷۳)

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر (یعنی موجود) ہونے پر حدیث سے دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر (یعنی موجود) ہونے پر حدیث سے دلیل درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ مشکبار ہے: ”مَنْ رَآنِی فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِی فِی الْیَقْظَةِ“ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا۔

(بخاری، کتاب التعبیر، باب من رای النبی فی المنام، ۴/۴۰۶، حدیث: ۶۹۹۳)

اس حدیثِ پاک سے یہ پتا چلا کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم دنیا کے مختلف کونوں میں بسنے والے لوگوں کے خواب میں تشریف لاکر دیدار کراتے ہیں کیونکہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے یقیناً آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہی دیکھا، جیسے کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ” مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ

رَاٰنِی فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صُورت اِختیار نہیں کر سکتا۔" (بخاری، کتاب الادب، من سمی باسماء الانبیاء، ۴/ ۱۵۴، حدیث: ۶۱۹۷)

امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: "بعض بزرگوں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور پھر انہوں نے بیداری میں بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی، اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ان اشیاء کے بارے میں سوال بھی کیا جن کے بارے میں وہ تشویش کا شکار تھے، تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو نجات کے طریقے بتائے"۔ (الحاوی للفتاوی، ج2، ص۳۰۸)

مفسر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نَعِیْمِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی **مراٰۃ المناجیح، جلد6، صفحہ 285** پر مذکورہ بالا حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "علماء فرماتے ہیں کہ شیطان خواب میں خدا بن کر آسکتا ہے مگر مصطفیٰ بن کر نہیں آسکتا کیونکہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہادیٔ مطلق ہیں اور شیطان مُضِلِّ مطلق، گمراہ گر ہادی کی شکل میں کیسے آئے ضدین جمع نہیں ہوسکتیں اللہ تعالیٰ ہادی بھی ہے مضل بھی دیکھو مدعیٔ اُلوہیت کے ہاتھ پر عجائبات ظاہر ہوسکتے ہیں۔ جیسے دجال، مگر مدعیٔ نبوت کے ہاتھ پر کبھی عجائبات ظاہر نہیں ہوسکتے۔ "نیز **صفحہ 288** پر فرماتے ہیں: یہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وہ معجزہ ہے جو تا قیامت باقی ہے کہ جیسے شیطان زندگی شریف میں آپ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا یوں ہی تا قیامت کسی کی خواب میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شکل میں نہیں آسکتا حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سواء اور تمام کی شکلوں میں آجاتا ہے خواب میں باتیں کر جاتا ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، جلد6، ص285)

(۲)۔۔۔ حضرت سلمٰی (حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرتِ ابو رافع کی بیوی) سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرتِ ام سلمہ کے پاس گئی وہ رو رہی تھیں میں نے کہا آپ کو کیا چیز رلاتی ہے آپ بولیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اور ڈاڑھی مبارک پر مٹی ہے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ حال کیسا ہے؟ (یعنی اتنے پریشان کیوں ہیں؟) فرمایا: "میں ابھی ابھی حسین کی شہادت گاہ میں تشریف لے گیا تھا۔ (جامع ترمذی ج۶، ص۱۲۰)

(۳)۔۔۔ ایک مرتبہ حضرت سیّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نیند سے بیدار ہوئے اور "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا اور فرمایا: بخدا! حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شہید ہو چکے ہیں۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب مدینۂ منورہ میں حضرت سیّدُنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کی خبر نہ پہنچی تھی۔ آپ کے ساتھیوں کو اس بات کا یقین نہ آیا تو آپ نے فرمایا: مجھے خواب میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی ہے، آپ کے پاس خون سے بھری ہوئی بوتل تھی اور فرمارہے تھے: "تم جانتے ہو کہ میرے بعد میری امت نے کیا کام کیا ہے؟ انہوں نے میرے بیٹے **حسین** کو شہید کر دیا ہے، اس بوتل میں ان کا اور ان کے رُفقا کا خون ہے، میں اسے بارگاہِ الٰہی میں پیش کروں گا۔" پھر 24 دن بعد خبر آئی کی کہ حضرت سیّدُنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسی دن شہید ہو چکے تھے جس دن حضرت سیّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے خواب دیکھا تھا۔

(احیاء العلوم ج۵، ص۶۵۳) (مسند امام احمد بن حنبل ج۴، ص۳۳۶)

(۴)۔۔۔ صحیح مسلم میں روایتِ حضرتِ اَنس ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں (شب معراج میں) موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر گزرا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھتے تھے۔ اسی طرح حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شب معراج میں بیت المقدس میں انبیائے کرام کی جماعت کرائی اور آسمانوں میں ان کو دیکھا۔

(صحیح مسلم ج۱، ص۱۵۶)(وفاء الوفاء للسمہودی، ج۲، الجزء الرابع، ص۱۳۵۲۔ علیہ)

نوٹ: ان تمام روایات سے پتا چلا کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ساری دنیا کی ہر ہر چیز کو ملاحظہ فرمارہے ہیں اور جب چاہتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں بغیر روک ٹوک تشریف لے جاتے ہیں۔

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے پر محققین بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین کے کیا موقف ہیں؟

جواب: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے پر محققین بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین کے درج ذیل موقف ہیں؟

(1)۔۔۔ حضرت امام جلالُ الدّین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو منصور عبدُالقاہر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں: قَالَ الْمُتَکَلِّمُونَ الْمُحَقِّقُونَ مِنْ اَصْحَابِنَا اَنَّ نَبِیَّنَا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ بَعْدَ وَفَاتِہٖ، وَاَنَّہٗ یَسُرُّ بِطَاعَاتِ اُمَّتِہٖ وَیَحْزَنُ بِمَعَاصِی الْعُصَاۃِ مِنْھُمْ یعنی ہمارے اصحاب میں سے محقق متکلمین فرماتے ہیں: بے شک ہمارے نبی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم اپنی وفات کے بعد بھی زندہ ہیں اور اپنی اُمّت کی نیکیاں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور ان کی نافرمانیاں دیکھ کر غمزدہ ہوتے ہیں۔ (الحاوی للفتاوی، ج2، ص180)

(2)۔۔۔شارح بخاری حضرت امام احمد بن محمد قَسْطَلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:لَا فَرْقَ بَیْنَ مَوتِہٖ وَحَیَاتِہٖ فِی مُشَاھَدَتِہٖ لِاُمَّتِہٖ،وَمَعرِفَتِہٖ بِاَحْوَالِھِم وَنِیَّاتِھِم وَعَزَائِمِھِم وَخَوَاطِرِھِم، وَذٰلِكَ عِندَہٗ جَلِیٌّ لَا خَفَاءَ بِہٖ یعنی اپنی اُمّت کا مشاہدہ فرمانے،ان کے حالات،دِل کے ارادوں، نیّتوں اور ان کے راز جاننے میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وفات اور حیات میں کوئی فرق نہیں۔یہ تمام چیزیں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہاں ظاہر ہیں ان میں سے کچھ پوشیدہ نہیں۔(مواھب لدنیہ،ج3،ص410)

(3)۔۔۔شیخِ محقق علّامہ عبدُالحق مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:عُلَمائے اُمّت میں اس مسئلہ میں ایک شخص کا بھی اختلاف نہیں کہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حقیقی زندگی کے ساتھ دائم وباقی ہیں،اس بات میں کسی قسم کا شبہ یا کوئی تاویل نہیں اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُمّت کے حالات پر حاضر وناظر ہیں۔(سلوک اقرب السبل مع اخبار الاخیار،ص155)

ایک مقام پر فرماتے ہیں:شاہد کا معنی ہے اُمّت کے حال،ان کی نجات و ہلاکت اور تصدیق وتکذیب پر حاضر اور عالم۔(مدارج النبوۃ،ج1،ص260)

(4)۔۔۔حضرت شاہ عبدُالعزیز مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:اے لوگو!تم پر تمہارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم قیامت کے دن اس لئے گواہی دیں گے کہ وہ نُورِ نبوت سے ہر پرہیز گار کے مرتبہ ومقام کو جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ فلاں میرا اُمّتی کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور یہ کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ میرے فلاں اُمّتی کی ترقّی میں فُلاں چیز رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔پس نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تمہارے گناہوں، ایمان کے درجات، اچھّے بُرے اَعْمال اور تمہارے خُلوص و مُنافقت کو پہچانتے ہیں۔(تفسیر عزیزی، پ2، البقرۃ، تحت الآیۃ:143، ج1، ص636)

سوال: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ "حاضر و ناظر ہونا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صفت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی کی ہے یعنی اللہ تعالی حاضر و ناظر ہے" ایسا کہنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگوں کا یہ کہنا درست نہیں ہے کیونکہ **"اللہ تعالی کی ذات وصفات کے بیان"** میں گزرا کہ اللہ تعالی کو حاضر و ناظر کہنا اور ماننا منع ہے کہ اللہ تعالی زمان و مکان سے پاک ہے، کوئی جگہ، کوئی مکان، کوئی وقت، کوئی زمان اس کا احاطہ کر سکے، محال ہے۔ اللہ عزوجل سمیع و بصیر، علیم و خبیر ہے۔ ہر جگہ ہر مکان میں ہر شے کو ہر وقت برابر دیکھتا، سنتا، جانتا ہے، ہر شے کو اس کا علم محیط ہے۔ ہاں! حاضر و ناظر ہونا مخلوق کی صفت ہے اور وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حاصل ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں:

وہی لا مکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

(وقار الفتاوی، ج1، ص٦٦)

میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم پر دلائل

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کے لئے مغفرت ہے۔ (اِبنِ عَساکِر ج ۶۱ ص ۳۸۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: میلاد شریف منانا کیسا ہے؟

جواب: میلاد شریف منانا جائز اور مستحسن یعنی بہت اچھا کام ہے۔

سوال: میلاد شریف میں کیا ہوتا ہے؟

جواب: میلاد عرفِ عام میں ذکرِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا نام ہے خواہ دو آدمی مل کر کریں یا ہزاروں یا لاکھوں۔ اس محفل میں اللہ تعالٰی کی حمد و ثنا بیان کی جاتی ہے، تلاوتِ قرآنِ مجید ہوتی ہے اور ذکرِ حبیبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہوتا ہے اور ان کی نعتیں پڑھی جاتی ہیں اور ان پر صلوٰۃ و سلام پیش کیا جاتا ہے۔

سوال: کیا میلاد شریف منانے کا ثبوت قرآنِ مجید میں ہے؟

جواب: میلاد کا جواز بکثرت آیات و احادیث اور سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہے۔ اگرچہ جواز کے لئے یہ دلیل بھی کافی ہے کہ اس کی ممانعت شرع سے ثابت نہیں ہے اور جس کام سے اللہ تعالٰی اور رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے منع نہیں فرمایا وہ کسی کے منع کرنے سے ممنوع نہیں ہو سکتا۔ آیاتِ قرآنِ مجید آقائے نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی آمد کے ذکرِ خیر سے مالا مال ہیں، چُنانچہ:

(۱)۔۔۔پہلی دلیل: پارہ 11 سورۂ یونس کی آیت 58 میں ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۔ (پ۱۱،یونس:۵۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔

اس آیت میں دو چیزوں کے ملنے پر خوشی منانے کا حکم دیا گیا ہے: (۱)۔۔۔اللہ کا فضل۔ (۲)۔۔۔اللہ کی رحمت۔ پس معلوم ہوا کہ فضل و رحمت کے ملنے پر خوشی کرنا چاہئے کیونکہ حکمِ قرآنی ہے لہٰذا مسلمان حضورِ انور، شافعِ محشر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان اور اللہ کی رحمت جان کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر کر کے خوشی مناتے ہیں جو کہ حکمِ الٰہی ہے۔

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کا فضل و احسان ہیں؟

جواب: جی ہاں! اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کا فضل و احسان ہیں، جس کا اعلان قرآنِ کریم میں اللہ العظیم نے کیا ہے چنانچہ ارشاد ہوا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ (پ۴،آلِ عمران ۱۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کی رحمت ہیں؟

جواب: جی ہاں! اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کی رحمت ہیں اور یہ

رحمت کسی قوم، کسی قبیلے، کسی ملک، کسی مخلوق کے لئے نہیں بلکہ ارشادِ باری تعالی ہے:

وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ(۱۰۷) (پ۱۷، الانبیاء ۱۰۷)

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: "کوئی ہو، جن ہو یا انس، مؤمن ہو یا کافِر۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا رحمت ہونا عام ہے ایمان والے کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا، مؤمن کے لئے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تاخیرِ عذاب ہوئی اور خَسْف و مَسْخ اور اِستِیصال کے عذاب اٹھا دیئے گئے۔ تفسیرِ روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمتِ مطلقہ تامّہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیطہ بہ جمیع مقیدات رحمتِ غیبیہ و شہادتِ علمیہ وعینیہ و وجودیہ و شہودیہ و سابقہ و لاحقہ وغیر ذلک تمام جہانوں کے لئے، عالَمِ ارواح ہوں یا عالَمِ اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالَموں کے لئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل ہو"۔

(خزائن العرفان، پ۱۷، الانبیاء ۱۰۷)

پس اللہ تعالی نے اپنے فضل و رحمت کے ملنے پر خوشی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کی رحمت ہیں، تو عاشقانِ میلاد اس حکمِ قرآنی پر عمل کرتے ہوئے حضورِ انور، شافعِ محشر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے میلاد کا ذکر کر کے خوشی مناتے اور حکمِ الٰہی پر عمل کر کے برکتیں سمیٹتے ہیں۔

(۲)۔۔۔دوسری دلیل: پارہ ۳۰، سورۂ الضحیٰ کی آیت نمبر ۱۱ میں ارشادِ ربُّ العباد ہے:

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ (پ۳۰، الضحیٰ:۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

اس آیت میں ربِّ کائنات نے اپنی نعمت کا چرچا کرنے کا حکم دیا، اور ہمارے نبی، اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کی نعمت ہیں بلکہ تمام نعمتوں کی اصل ہیں کہ اگر یہ نعمت نہ ہوتی تو کوئی نعمت نعمت نہ ہوتی، اس لئے عاشقانِ میلاد آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا میلاد منا کر ساری دنیا کو بتلا دینا چاہتے ہیں کہ چرچا کرنا کسے کہتے ہیں۔

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نعمت ہیں؟

جواب: جی ہاں! اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کی نعمت ہیں بلکہ تمام نعمتوں کی اصل ہیں جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے: "مُحَمَّدٌ نِعْمَةٌ" ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نعمت ہیں۔ (صحیح بخاری ج۵، ص۷۶ مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

اور رہی بات تمام نعمتوں کی اصل ہونے کی تو اللہ تبارک وتعالی قرآنِ عظیم میں ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ (پ۴، آلِ عمران ۱۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی لکھتے ہیں: ”منّت نعمتِ عظیمہ (یعنی بڑی نعمت) کو کہتے ہیں اور بے شک سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت نعمتِ عظیمہ ہے کیونکہ خلق کی پیدائش جہل و عدمِ دَرَایَت و قلتِ فہم و نقصانِ عقل پر ہے تو اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان میں مبعوث فرما کر انہیں گمراہی سے رہائی دی اور حضور کی بدولت انہیں بینائی عطا فرما کر جہل سے نکالا اور آپ کے صدقہ میں راہِ راست کی ہدایت فرمائی اور آپ کے طفیل میں بے شمار نعمتیں عطا کیں۔“

(خزائن العرفان، پ ۴، آلِ عمران ۱۶۴)

(۳)۔۔۔تیسری دلیل: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و احسان ہے، سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صفاتِ مبارکہ ”شاہد، مبشر، نذیر، داعی باذن اللہ اور سراجِ منیر“ بیان کرکے ارشاد فرماتا ہے:

وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا ﴿۴۷﴾ (پ ۲۲، الاحزاب، ۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

معلوم ہوا حضور، جانِ رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل ہیں اور فضل و رحمت ملنے پر خوشی کرنے کا حکم خود خالقِ کائنات نے دیا ہے۔

سوال: کیا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات کے حوالے سے بھی ولادت کی خوشی منانے کا ثبوت ملتا ہے؟

جواب: جی ہاں! خود نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی ولادت کا ذکر فرمایا اور اس کی خوشی منائی جیسا کہ:

(۱)۔۔۔ امام مسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سیّدنا ابو قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں: رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پیر شریف کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: فِیْہِ وُلِدْتُّ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ۔۔۔ الخ، ص ۹۱، حدیث: ۱۶۲)

(۲)۔۔۔ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”تَذَاکَرَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم وَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مِیْلَادُھُمَا عِنْدِیْ“ ترجمہ: میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے میلاد کا ذکر کیا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱، ص ۵۸)

سوال: کیا میلاد منانے کا ثبوت صحابہ کرام سے ملتا ہے؟

جواب: جی ہاں! میلاد منانے کا ثبوت صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ملتا ہے چنانچہ:

حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ”اِنَّ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم خَرَجَ عَلٰی حَلْقَۃٍ یَعْنِیْ مِنْ اَصْحَابِہٖ“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک محفل میں تشریف لائیں۔ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: ”مَا اَجْلَسَکُمْ“ ترجمہ: کس چیز نے تمہیں یہاں بیٹھایا ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ”جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللہَ وَ نَحْمَدُہٗ عَلٰی مَا ھَدَانَا لِدِیْنِہٖ، وَ مَنَّ عَلَیْنَا بِکَ“ ترجمہ: ہم یہاں اس لئے بیٹھے ہیں (یعنی اس محفل کو سجانے کا مقصد یہ ہے) کہ ہمیں جو اللہ تعالی نے دینِ اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا ہے اس پر اس کا ذکر کریں اور اس کا شکر ادا کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم نے فرمایا: ”آللہُ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذٰلِکَ؟“ ترجمہ: اللہ کی قسم! تم صرف اسی لئے بیٹھے ہو؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

نے عرض کی: ”آللّٰہُ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِكَ“ ترجمہ: اللہ کی قسم! ہم صرف اسی لئے بیٹھے ہیں یعنی دینِ اسلام کی دولت اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد کی نعمتِ عظمی پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرنے کے لئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَ اِنَّمَا اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰهَ یُبَاهِیْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ“ ترجمہ: اے میرے صحابہ! میں تم سے قسم اس لئے نہیں لے رہا کہ مجھے تم پر شک ہے، بلکہ (معاملہ یہ ہے کہ) میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ تمہارے اس عمل پر اللہ تعالی فرشتوں پر فخر فرمارہا ہے۔

(سنن نسائی ج۸، ص۲۴۹، مطبوعہ اسلامیہ حلب)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ: ”میلاد منانا آج کی ایجاد ہے“ کیا ایسا کہنا درست ہے؟

جواب: ایسا کہنا درست نہیں ہے جیسا کہ اس کے ثبوت کا بیان ہو چکا، پس میلاد منانا آج کی ایجاد نہیں، بلکہ مسلمان صدیوں سے میلاد مناتے آئے ہیں، چُنانچہ:

(۱)۔۔۔ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات ۱۰۱۴ھ) اور علامہ برہانُ الدین حلبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات ۱۰۴۳ھ) لکھتے ہیں: ”مسلمان تمام مقامات اور بڑے بڑے شہروں میں ہمیشہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت کے مہینے میں محافل منعقد کرتے رہے ہیں۔ (رسائل میلاد مصطفٰے، ص۲۶)

(۲)۔۔۔امام ابنِ جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی (سالِ وفات ۵۹۷ھ) جو کہ غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ہم عصر (یعنی زمانے کے) ہیں فرماتے ہیں: اہلِ مکہ، اہلِ مدینہ، اہلِ مصر، اہلِ یمن، اہلِ شام، اور مشرق و مغرب میں تمام بلادِ عرب ہمیشہ سے نبیٔ

کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی میلاد کی محافل کا انعقاد کرتے چلے آئے ہیں، اور ربیع الاول کا چاند نظر آنے پر خوشیاں مناتے ہیں، اور نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے اور اس کے ذریعے عظیم اجر وثواب اور بڑی کامیابی حاصل کرتے ہیں۔
(المیلاد النبوی ص۵۸)

(۳)۔۔۔ حضرت شاہ وَلِیُ اللہ محدثِ دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اُس محفلِ میلاد میں حاضر ہوا، جو مَکَّۃُ الْمُکَرَّمَہ میں رَبِیْعُ الاَوَّل کی بارہویں تاریخ کو مَوْلِدُ النَّبِی (یعنی سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت گاہ) میں منعقد ہوئی تھی، جس وقت ولادت کا ذکر پڑھا جارہا تھا تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی (یعنی اچانک) اس مجلس سے کچھ انوار بُلند ہوئے، میں نے ان انوار پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ رحمتِ الٰہی اور ان فرشتوں کے انوار تھے ،جو ایسی محفلوں میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ (سیرتِ مصطفٰے، ص ۷۲۔۷۳)

سوال: کیا میلاد شریف پر خوشی کرنے کی کوئی فضیلت بھی ہے؟

جواب: جی ہاں! بخاری شریف میں ہے: ”حضرت عُروہ فرماتے ہیں: ثُوَیْبَہ ابولہب کی باندی تھی جسے اس نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیدائش کی خوشی میں) آزاد کر دیا تھا۔ اس نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دودھ بھی پلایا۔ ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے بعض اہل (یعنی حضرت عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے اسے بہت بُری حالت میں خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا مرنے کے بعد تیرا کیا حال رہا؟ ابولہب نے کہا: تم سے جُدا ہو کر میں نے کوئی راحت نہیں پائی سوائے اس کے کہ میں تھوڑا سا سیر اب کیا جاتا ہوں اس لئے کہ میں نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیدائش کی خوشی میں ثُوَیْبَہ کو آزاد کیا تھا۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب (وامھاتکم اللاتی ارضعنکم)، ۳/ ۴۳۲، حدیث: ۱۰۱، عمدۃ القاری، ۴/ ۴۴۔۵، تحت الحدیث: ۵۰۱)

شرحِ حدیث: امام قسطلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ابنِ جَزری نے کہا: شبِ میلاد کی خوشی کی وجہ سے جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے کہ اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے حالانکہ ابولہب ایسا کافر ہے جس کی مذمّت میں قرآن نازل ہوا تو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اُمّتی مؤمن و مُوَحِّد کا کیا حال ہو گا جو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور طاقت کے مُوافِق خرچ کرتا ہے۔ قسم ہے میری عُمر کی! اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ تعالٰی اسے اپنے فضلِ عمیم سے جناتِ نعیم میں داخل کرے۔

(المواھب اللدنیۃ، ذکر رضاعہ، ۱/ ۷۸)

علّامہ اِبْنِ جوزی رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ لکھتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت علّامہ اِبْنِ نعمان رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ کی قسمت چمکی، آپ کو خواب میں رسولِ مختار، نبیوں کے سردار، مکی مدنی تاجدار، محبوبِ پروردگار صلی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ صلی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کہیں تشریف لے جارہے تھے، علّامہ اِبْنِ نعمان رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے آگے بڑھ کر پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کے پیارے پیارے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور عَرض کیا: یارسولَ اللہ صلی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم! کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟ فرمایا: فُلاں شخص سے ملنے جارہا ہوں۔ میں نے عَرض کیا: یارسولَ اللہ صلی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم! آپ ایسے بلند رُتبہ (محبوبِ خُدا، امامُ الانبیا، دوجہاں کے آقا) ہیں، آپ فُلاں سے ملنے جا رہے ہیں (یعنی چاہئے تو یہ کہ وہ آپ سے ملنے حاضِر ہو)؟ پیارے اور آخری نبی، رسولِ ہاشمی صلی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے جلال بھرے انداز میں فرمایا: اے اِبْنِ نعمان! ادب کرو! وہ

شخص ہمارا میلاد مناتا ہے۔ یہ سُن کر علّامہ اِبنِ نعمان رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ کچھ سنبھلے اور عرض کیا: اے روزِ قیامت شفاعت (Intercession) فرمانے والے آقا صلی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم ! میری جان آپ پر فِدا ہو... !! اُس کے میلاد منانے کے سبب آپ اس سے بہت خوش ہیں ؟ فرمایا: اے اِبنِ نعمان ! جو ہم سے خوش ہوتا ہے، ہم بھی اس سے خوش ہوتے ہیں۔

(حصول الفرج لابن جوزی، صفحہ: 22)

ہو مبارک اَہْلِ ایماں عیدِ میلاد النبی
ہو گئی قسمت درخشاں عیدِ میلاد النبی

سوال: حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادتِ مبارکہ کی خوشی میں جلوس نکالنا، چراغاں وغیرہ کرنا کیسا ہے ؟

جواب: نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس دنیا میں جلوہ فرما ہونے کی وجہ سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر کے لئے جلوس نکالنا، پرچم لہرانا، اور جلوس میں شرکت کرنا اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق چراغاں اور روشنی کرنا جائز و مستحسن ہے۔

سوال: مسلمان ولادتِ مبارکہ کے موقع پر جلوس کیوں نکالتے ہیں ؟

جواب: مسلمان آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت باسعادت کے موقع پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر کے لئے جلوس نکالتے، خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر کے لئے جو جائز کام کیا جائے اور اس میں کسی قسم کی خرابی بھی نہ ہو وہ جائز و مستحسن ہے۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کے میلاد کو "عیدِ میلاد" کیوں کہتے ہیں؟ حالانکہ عید دو ہیں عید الفطر اور عید الاضحی یہ تیسری عید کہاں سے آ گئی؟ اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: عید کی دو قسمیں ہیں: (۱)۔۔۔ عیدِ شرعی۔ (۲)۔۔۔ عیدِ عرفی۔

عیدِ شرعی دو ہیں: (۱)۔۔۔ عید الفطر۔ (۲)۔۔۔ عید الاضحی۔ جبکہ عیدِ عرفی کئی ہو سکتی ہیں کہ جسے لوگ عرفاً عید کہیں وہ عید ہے۔ پس اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کے میلاد کو "عیدِ میلاد" کہنا شرعی عید نہیں بلکہ عرفی عید مراد ہے، جس کے کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کو "عید" کہنا غلط ہے تو جمعہ کے بارے میں بعض لوگوں کا کیا خیال ہے کہ حدیث میں اسے عید کہا گیا ہے چنانچہ: حضور صلی اللہ علیہ و الہ و سلم نے ارشاد فرمایا: "یَوْمُ الْجُمُعَةِ یَوْمُ الْعِیْدِ" ترجمہ: جمعہ کا دن عید کا دن ہے۔

(جامع ترمذی ج۵، ص۲۵۰، حدیث ۳۰۴۳)

اگر میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کو "عید" کہنا غلط ہے تو جمعہ کو بھی عید کہنا غلط ہونا چاہئے حالانکہ جمعہ عید کا دن ہے مگر عیدِ شرعی نہیں بلکہ عیدِ عرفی۔ اور کیا آپ کو معلوم ہے کہ جمعہ کو عید کا دن کیوں کہا گیا ہے تو سنئے اس لئے کہ جمعہ کے دن حضرتِ آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی ہے۔ جیسا کہ ابنِ ماجہ کی حدیث ہے:

حضرتِ سیدنا ابو لُبابہ بن عَبْدُ الْمُنْذِر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا بے شک جمعہ دنوں کا سردار اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دیگر ایام سے زیادہ مرتبے والا اور عید الفطر اور عید الاضحی کے دن سے بھی زیادہ عظمت والا ہے۔ اس میں پانچ خصلتیں ہیں،(۱) اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو اسی دن پیدا فرمایا اور(۲) اسی دن اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا اور(۳) اسی دن میں اللہ عزوجل نے حضرتِ سیدنا آدم علیہ السلام کو وفات عطا فرمائی،(۴) اس میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں بندہ اللہ عزوجل سے جو کچھ مانگے گا اللہ عزوجل اسے عطا فرمائے گا جب تک وہ حرام شے طلب نہ کرے،(۵) اسی میں قیامت قائم ہوگی اور کوئی مقرب فرشتہ یا آسمان یا زمین یا ہوا یا پہاڑ یا سمندر ایسا نہیں جو جمعہ کے دن سے نہ ڈرتا ہو۔" (ابن ماجہ ،کتاب الاقامۃ الصلاۃ، رقم ۱۰۸۴، ج ۲، ص ۸)

پس جب پیدائشِ آدم علیہ السلام کا دن عید کا دن ہو سکتا ہے تو سردارِ آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ولادت کا دن عید کا دن کیوں نہیں ہو سکتا۔

حضرتِ سَیِّدُنا شیخ عبد الحق مُحَدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "بیشک سَرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شبِ ولادت شبِ قَدْر سے بھی افضل ہے کیونکہ شبِ ولادت سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اس دنیا میں جلوہ گر ہونے کی رات ہے جبکہ لَیْلَۃُ الْقَدْر سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو عطا کردہ شب ہے اور جو رات ظُہُورِ ذاتِ سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی وجہ سے مُشَرَّف ہو وہ اُس رات سے زِیادہ شَرَف و عزّت والی ہے جو ملائکہ کے نُزُول کی بِناء پر مشرَّف ہے۔

(مَاثَبَتَ بِالسُّنَّۃ ص ۱۰۰)

اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ۱۲ ربیعُ النُّور مسلمانوں کے لئے عیدوں کی بھی عید ہے یقینا حُضُورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جہاں میں شاہِ بحر وبَر بن کر جلوہ گر نہ ہوتے تو کوئی عید، عید ہوتی، نہ کوئی شب، شبِ بَرَاءَت۔ بلکہ کون و مکان کی تمام تر رونق و شان اس جانِ جہان، رَحمتِ عالمیان، سیّاحِ لامکان، محبوبِ رَحمٰن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قدموں کی دُھول کا صَدقہ ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جَہان کی جان ہے تو جہان ہے

محبوبانِ خدا سے مدد طلب کرنے پر دلائل

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر ایک بار دُرُود شریف پڑھتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے لئے ایک قیراط اجر لکھتا ہے اور قیراط احد پہاڑ جتنا ہے۔

(مُصَنَّفعَبْدُالرَّزَّاق ج ۱ ص ۳۹ حدیث ۱۵۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: استمداد واستِعانت سے کیا مُراد ہے؟

جواب: اللہ عَزَّوَجَلَّ کو حقیقی مدد گار جانتے ہوئے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے مدد مانگنا "استمداد" کہلاتا ہے اور "استِعانت" کا بھی یہی مطلب ہے۔

سوال: کیا انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے مدد مانگی جاسکتی ہے؟ اس بارے میں اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنا بلاشبہ جائز ہے جبکہ عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو ربّ تعالٰی ہی کی ہے اور یہ سب حضرات اس کی دی ہوئی قدرت سے مدد کرتے ہیں کیونکہ ہر شے کا حقیقی مالک و مختار صرف اللہ تعالٰی ہی ہے اور اللہ تعالٰی کی عطا کے بغیر کوئی مخلوق کسی ذرّہ کی بھی مالک و مختار نہیں ہوتی۔ اللہ تعالٰی نے اپنی خاص عطا اور فضلِ عظیم سے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کونین کا حاکم و مختار بنایا ہے اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر انبیائے کرام واولیائے عِظام اللہ تعالٰی کی عطا

سے (یعنی اس کی دی ہوئی قدرت سے) مدد فرما سکتے ہیں۔ اور یہی اہلِ سنّت و الجماعت کا عقیدہ ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت ج ۱، ص ۲۷۱۔۲۷۴)

سوال: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے پر قرآنی دلائل کیا ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی عطا سے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام و اولیاءِ عِظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی مدد فرماتے ہیں اور یہ قرآن سے ثابت ہے جس کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ سورۃُ التحریم پارہ 28 کی آیت 4 میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ﴿۴﴾ (پ ۲۸، التحریم: ۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تو بیشک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدد اللہ تعالیٰ، جبریل علیہ السلام، متقی مسلمان اور فرشتیں ہیں، پس اگر اللہ کے سوا کسی سے مدد مانگنا جائز نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں نہ فرماتا۔

(۲)۔۔۔ پارہ ۶، سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۵۵ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: (اے ایمان والو!) تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

اس آیت سے پتا چلا کہ ایمان والوں کا مدد گار اللہ، رسول اور ایمان والے متقی و پرہیز گار اولیائے کرام ہیں، پس اگر انبیائے کرام و اولیائے عظام سے مدد طلب کرنا کفر و شرک ہوتا تو اللہ تعالی ان ہستیوں کو مدد گار کبھی نہ فرماتا۔

(۳)۔۔۔ پارہ ۱۰، سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۵۹ میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَ لَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۙ-وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ-اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ(۵۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالی نے اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو دینے والا فرمایا ہے، اگر اللہ کے سوا کوئی مدد نہیں کر سکتا تو ہر گز اللہ تعالی اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دینے والا نہ فرماتا۔

(۴)۔۔۔ پارہ ۳، سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۵۲ میں ربِّ کائنات کا ارشاد حق بنیاد ہے:

فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِؕ-قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِۚ-اٰمَنَّا بِاللّٰهِۚ-وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ(۵۲)

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب عیسٰی نے اُن سے کفر پایا بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں۔

اس آیت سے پتا چلا کہ حضرتِ عیسی علیہ السلام نے حواریوں سے مدد مانگی، اگر غیر خدا سے مدد مانگنا کفر و شرک ہوتا تو اللہ کے نبی حضرتِ عیسی علیہ السلام کبھی ایسا نہ کرتے کہ نبی آتا ہی ہے لوگوں کو کفر و شرک سے بچانے کے لئے۔

(۵)۔۔۔ پارہ ۱۶، سورۂ مریم کی آیت نمبر ۱۹ میں اللہ تبارک و تعالی نے ارشاد فرمایا:

قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: حضرتِ جبرئیل نے حضرت مریم سے کہا: اے مریم! میں تیرے رب کا بھیجا ہوا قاصد ہوں، تاکہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

اولاد دینے والا اللہ تبارک و تعالی کی ذات ہے پھر حضرتِ جبرئیل علیہ السلام کیسے دے رہے ہیں؟

(۶)۔۔۔ پارہ ۳ سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۴۹ میں عیسی علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہوا:

اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـٕـَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِۚ-وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ

ترجمہ کنزالایمان: میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سپید داغ والے کو اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرتِ عیسی علیہ السلام اللہ تعالی کی عطا سے بے جان کو جان، اندھوں کو آنکھیں اور کوڑھیوں کو شفا دینے والے ہیں۔

سوال: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے پر احادیث سے دلائل کیا ہیں؟

جواب: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے پر احادیث سے درج ذیل دلائل ہیں:

(۱)۔۔۔ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''اُطْلُبُوْا الْخَیْرَ وَ الْحَوَائِجَ مِنْ حِسَانِ الْوُجُوْہِ'' ترجمہ: بھلائی اور اپنی حاجتیں ان لوگوں سے مانگوں جن کے چہرے عبادتِ الٰہی سے روشن ہیں۔ (المعجم الکبیر ج ۱۱، ص ۸۱)

(۲)۔۔۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شبِ اسریٰ کے دُولھا، حبیبِ کبریا، مُشکل کُشا و حاجت روا عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خَلق کی حاجت روائی کے لئے خاص فرمایا ہے، لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں، یہ بندے عذابِ الٰہی سے امان میں ہیں۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۳۳۳۴، ج ۱۲، ص ۲۷۴)

(۳)۔۔۔ مالک الدار راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانے میں قحط پڑا۔ ایک شخص (بلال بن حارث صحابی) نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر یوں عرض کیا: یارسول اللہ! اپنی امت کے لئے بارش کی دعا فرمائیں! وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خواب میں اس شخص سے فرمایا کہ عمر کے پاس جا کر میرا اسلام کہو اور بشارت دو کہ بارش ہو گی اور یہ بھی کہہ دو کہ نرمی اختیار کرے۔ اس شخص نے حاضر ہو کر خبر دی۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ یہ سن کر روئے۔ پھر کہا: اے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں کہ جس سے میں عاجز ہوں۔

(وفاء الوفاء، الباب الثامن۔۔۔ الخ، الفصل الثالث فی توسل الزائر۔۔۔ الخ، ج۲، الجزء۴، ص۱۳۷۴۔ علمیہ)

(۴)۔۔۔ ایک سال مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے فریاد کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر اس میں ایک روشندان آسمان کی طرف کھول دو تاکہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ خوب بارش ہوئی اور گھاس اُگی اور اونٹ ایسے فربہ ہو گئے کہ چربی سے پھٹنے لگے۔ اس سال کو "عامُ الفَتْق" کہتے تھے۔ (سنن الدارمی، باب ما اکرم اللہ تعالی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ، باب۱۵، الحدیث:۹۲، ج۱، ص۵۶۔ علمیہ)

علامہ قاضی زین الدین مراغی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ قحط کے وقت روشندان کا کھولنا اس وقت تک اہل مدینہ کا طریقہ ہے۔ وہ قبہ خضراء مقدسہ کے اسفل میں بجانب قبلہ کھول دیتے ہیں اگرچہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی ہے۔

(وفاء الوفاء، الباب الرابع۔۔۔ الخ، الفصل الحادی والعشرون، ج۱، الجزء۲، ص۵۶۰۔ علمیہ)

(۵)۔۔۔ حضرتِ سَیِّدُنا رَبِیعہ بن کَعب اَسْلَمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں نے حُضُور، سَراپا نُور، فیض گنجور، شاہِ غَیُور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو وُضو کروایا تو رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلی اللہ علیہ و اٰلہ و سلم نے خوش ہو کر ارشاد فرمایا: سَلْ رَبِیعَۃُ! یعنی رَبِیعَہ! مانگ کیا مانگتا ہے؟ حضرت رَبِیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عَرض کی، اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّۃ یعنی سرکار صلی اللہ علیہ و اٰلہ و سلم جنَّت میں آپ کی رَفاقت (یعنی پڑوس) چاہئے۔ (گویا عَرض کر رہے ہیں)

تجھ سے تجھی کو مانگ لوں تو سب کچھ مل جائے
سو سُوالوں سے یہی ایک سُوال اچّھا ہے

دریائے رَحمت مزید جوش میں آیا اور فرمایا، "اَوَغَیْرَ ذٰلِكَ؟ یعنی کچھ اور مانگنا ہے؟" میں نے عرض کی، "بس صِرف یہی۔" (یعنی یارسولَ اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! جنّتُ الفِردُوس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پڑوس مانگنے کے بعد اب دُنیا و عُقبیٰ کی اور کونسی نِعمت باقی رَہ جاتی ہے جسے مانگا جائے!)

تجھ سے تُجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سَخی نہیں

جب حضرتِ سَیِّدُنا رَبِیعہ بِن کَعْب اَسْلَمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنَّت کی رَفاقت (یعنی پڑوس) طَلَب کر چکے اور مزید کسی حاجَت کے طَلَب کرنے سے اِنکار کر دیا تو اِس پر سرکارِ نامدار، باذِنِ پروَردگار، دوعالَم کے مالِک و مُختار، شَہَنشاہِ اَبرار صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: فَاَعِنِّیْ عَلٰی

نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْد یعنی اپنے نَفس پر کثرتِ سُجُود (یعنی زِیادہ نَوافِل) سے میری مدد کر۔ (یعنی ہم نے تمہیں جنَّت تو عطا کر ہی دی اب تم بھی بطورِ شُکرانہ نَوافِل کی کثرت کرتے رہو۔)
(صحیح مسلم ص ۲۵۳ حدیث ۴۸۹)

سُبْحٰنَ اللہ ! سُبْحٰنَ اللہ ! سُبْحٰنَ اللہ ! اس حدیثِ مُبارَک نے تَو ایمان ہی تازہ کر دیا۔ حضرت سَیِّدُنا شیخ عَبدُالحَقّ مُحَدِّث دِہلوی علیہ رَحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحِبِ مُعَطَّر پسینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بِلا کسی تَقْیِید وتَخْصِیص مُطْلَقاً فرمانا، سَلْ؟ یعنی مانگ کیا مانگتا ہے؟ اِس بات کو ظاہِر کرتا ہے کہ سارے ہی مُعامَلات سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارَک ہاتھ میں ہیں، جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے حُکْم سے عطا کر دیں۔ عَلّامہ بُوصیری رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ قصیدہ بُردہ شریف میں فرماتے ہیں: فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ۔ یعنی، یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! دُنیا اور آخِرت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کی سَخاوت کا حِصّہ ہے اور لَوح وقَلم کا عِلم تَو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عُلُومِ مُبارَکہ کا ایک حِصّہ ہے۔ (اَشِعَّۃُ اللَّمعات ج ۱ ص ۴۲۵، ۴۲۴)

خالِقِ کُل نے آپ کو مالِکِ کُل بنادیا
دونوں جہان دے دیئے قبضہ و اِختیار میں

امام اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت، مجدِدِ دین وملّت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: الحمدللہ یہ جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر جملے سے وہابیت کش (یعنی فرقۂ وہابیت کو مار ڈالنے والی) ہے۔ حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ

وسلم کا مطلقاً بلا قید وبلا تخصیص ارشاد فرمانا سَلْ مانگ کیا مانگتا ہے، جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید ارشاد ہوا: مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔ پھر اس حدیث جلیل میں سب سے بڑھ کر جان وہابیت پر یہ کیسی آفت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ خود حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جنت مانگتے ہیں کہ ''اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ يَارَسُوْلَ الله صلى الله عليه و اله و سلم!'' میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا عطا ہو۔

اعلی حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت فرماتے ہیں: ''وہابی صاحبو! یہ کیسا کھلا شرک وہابیت ہے جسے حضور مالک جنت علیہ افضل الصلٰوۃ والتحیۃ قبول فرمارہے ہیں۔ (فتاوی رضویہ ج ۳۰، ص ۴۹۴۔۴۹۶)

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاہ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرمادیں۔ (مرقاۃ المفاتیح کتب الصلٰوۃ باب السجود وفضلہ الفصل الاول تحت حدیث ۸۹۶ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۶۱۵)

سوال: کیا انبیائے کرام اور اولیاء اللہ سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! جس طرح زندگی میں ان سے توسّل کرنا اور مدد مانگنا جائز ہے اسی طرح ان کے وصال کے بعد بھی جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی اور ولی اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں جیسا کہ **"حیات الانبیاء"** اور **"ولایت کے بیان"** میں گزرا۔

سوال: مدد فرمانے کے ثبوت میں کوئی واقعہ ہو تو بیان کریں؟

جواب: اس پر ایک نہیں بلکہ بے شمار واقعات ذکر کئے جاسکتے ہیں، یہاں ایک واقعہ ملاحظہ ہو، چُنانچہ امام طَبرانی، علامہ ابنُ المُقْری اور امام ابو الشیخ۔ یہ تینوں حدیث کے بہت بڑے امام گزرے ہیں اور یہ تینوں ایک ہی زمانہ میں مدینۂ منورہ کی ایک درسگاہ میں حدیث کا علم حاصل کرتے تھے، ایک بار ان تینوں طُلبائے علمِ حدیث پر ایک وقت ایسا گزرا کہ ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا، روزے پر روزے رکھتے رہے، مگر جب بھوک سے نڈھال ہوگئے اور ہمّت جواب دے گئی تو تینوں نے رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر فریاد کی یارسولَ اللہ! ہم لوگ بھوک سے بیتاب ہیں۔ یہ عرض کرکے امام طَبرانی تو آستانۂ مبارکہ ہی پر بیٹھے رہے اور کہا: اس در پر موت آئے گی یا روزی، اب یہاں سے نہیں اُٹھوں گا۔ امام ابو الشیخ اور ابنُ المُقْری اپنی قیام گاہ پر لوٹ آئے، تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، دونوں نے دروازہ کھول کر دیکھا تو عَلَوِی خاندان کے ایک بزرگ دو غلاموں کے ساتھ کھانا لے کر تشریف فرماہیں اور یہ فرمارہے ہیں کہ اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابھی ابھی مجھے خواب میں اپنی زیارت سے مشرّف فرما کر حکم فرمایا کہ میں آپ لوگوں کے پاس کھانا پہنچادوں چُنانچہ جو کچھ مجھ سے فی الوقت ہوسکا حاضر ہے۔

(تذکرۃُ الحفّاظ، رقم:۹۱۳، ۳/۱۲۱، ملخصاً)

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا

اللہ کے مقبول بندے باذن الٰہی مشکل کشا، حاجت روا، دافع بلاہیں، اللہ کے پیارے، اللہ کے حکم سے بندوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں مشکلیں حل کرتے ہیں قرآن کریم اس کا اعلان فرمارہاہے۔ دورونزدیک ہر جگہ سے مافوق الاسباب مشکل کشائی اور مدد کرتے ہیں۔

سوال: قرآن شریف سے ثابت ہے کہ بہت دفعہ پیغمبروں نے کسی کو دعایابد دعادی۔ مگر قبول نہ ہوئی پھر وہ مشکل کشا، دافع البلا کیسے ہوئے؟

جواب: یہ حضرات اللہ کے حکم سے دافع البلاء اور مشکل کشاہیں جہاں اذن الٰہی نہ ہو وہا ں بلا دفع نہ ہوگی۔ ہر چیز کا یہی حال ہے کہ خدا کے حکم سے نفع یا نقصان دیتی ہے غرضیکہ انبیاء واولیاءمافوق الاسباب مدد کرتے ہیں مشکلیں آسان، مصیبت دور فرماتے ہیں۔

سوال: حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو **مشکل کشا** کہنا کیسا ہے؟ کیا صِرْف اَللہ عَزَّوَجَلَّ ہی مُشکل کُشا نہیں؟

جواب: مُشکِل کُشا کے معنی ہیں ”مُشکِل حل کرنے والا، مشکل میں مدد کرنے والا۔“ بے شک حقیقی معنوں میں اَللہ عَزَّوَجَلَّ ہی **مُشکِل کُشا** ہے، مگر اُس کی عطا سے انبیائے کرام، صَحابۂ کرام اور اولیائے کرام بلکہ عام بندے بھی **مُشکِل کُشا** اور مدد گار ہوسکتے ہیں اِس کی عام فَہم مثال یہ ہے کہ جابجا یہ بَورڈ لگے ہوئے ہیں ”**پولیس ہلپ لائن نمبر ۱۱۲**“ ہر ایک یہ جانتا ہے کہ پولیس چوروں ڈاکوؤں وغیرہ سے بچانے، دشمنوں کے خطروں اور دیگر مشکل موقعوں پر **مشکل کشائی**

یعنی مدد کرنے کی صلاحِیَّت رکھتی ہے۔ مکّۃُ المکرَّمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً سے ہجرت کر کے جو صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان مدینۃُ المنوَّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً پہنچے، وہاں اُن کی نُصرت (یعنی مدد) کرنے والے صَحابہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان "**اَنصار**" کہلائے اور انصار کے معنٰی **مدد گار** ہیں۔ اِس کے علاوہ بھی بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں تو جب پولیس مُشکل کشا، سماجی کارکُن حاجت روا، چوکیدار مدد گار اور قاضی فریاد رس ہو سکتا ہے، تو اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے حضرتِ مولیٰ علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کیوں **مُشکل کُشا** نہیں ہو سکتے!

کہہ دے کوئی گھیرا ہے بلاؤں نے حسن کو
اے شیر خدا بہر مدد تیغ بکف جا

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں: "سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃ میں ہے: اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن یعنی ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔" لہٰذا کسی اور سے مدد مانگنا شرک ہُوا" اس کا جواب کیا ہو گا؟

جواب: اس چند جواب ملاحظہ فرمائیں:

(۱)۔۔۔مذکورہ آیتِ کریمہ میں مدد سے مُراد حقیقی مدد ہے یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کو حقیقی کارساز سمجھ کر عرض کیا جارہا ہے: اے ربِّ کریم! "ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں" رہا بندوں سے مدد مانگنا تو وہ مَحْض واسِطۂ فیضِ الٰہی سمجھ کر ہے۔ جیسا کہ پارہ 12 سُوْرَۂ یُوْسُف آیت نمبر 40 میں ہے: اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ **ترجَمۂ کنزالایمان:** حکم نہیں مگر اللہ کا۔ یا پارہ 3 سُوْرَۃُ الْبَقَرَہ آیت نمبر 255 میں فرمایا: لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (**ترجَمۂ کنزالایمان:** اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں) پھر ہم حکام کو **حکم** (حَکَم یعنی فیصلہ کرنے والا) بھی مانتے ہیں اور اپنی

چیزوں پر ملکیت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں یعنی آیت سے مراد ہے **حقیقی حکم** (یعنی فیصلہ کرنے والا) اور حقیقی ملکیّت، مگر بندوں کے لئے بہ عطائے الٰہی۔(جاء الحق ص ۲۱۵)

(۲)۔۔۔ کئی مقامات پر قراٰنِ کریم نے غیرُ اللہ کو مدد گار قرار دیا ہے، اِس ضِمن میں 4 آیاتِ مبارَکہ مُلاحظہ ہوں:

(۱)وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (پ۱،البقرہ:۴۵) **ترجَمۂ کنزالایمان:** اور صبر اور نَماز سے مدد چاہو۔

کیا صَبر خدا ہے؟ جس سے اِستِعانت (یعنی مدد مانگنے) کا حکم ہوا ہے۔ کیا نَماز خدا ہے؟ جس سے اِستِعانت (یعنی طلبِ امداد) کو ارشاد کیا ہے۔ دوسری آیت میں فرماتا ہے:

(۲)وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (پ۶،المائدہ:۲) **ترجَمۂ کنزالایمان:** اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

اگر غیر خدا سے مدد لینی مُطْلَقاً مُحال (یعنی ہر صورت میں ناممکن) ہے تو اس (آیتِ مبارَکہ میں ارشاد کردہ) حکمِ الٰہی کا حاصل کیا؟

(۳)اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ (پ۶،المائدہ:۵۵)

ترجَمۂ کنزالایمان: تمہارے مدد گار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

(۴)وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ (پ۱۰،التوبہ:۷۱)

ترجَمۂ کنزالایمان: مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مدد گار ہیں۔

اِس آیت مبارَکہ کی تفسیر یہ کی گئی ہے: ”اور باہم دینی مَحَبَّت و موالات رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے مُعین و مدد گار ہیں۔“ (خزائن العرفان، پ۱۰، التوبہ ۷۱)

صحیح اِسلامی عقیدے کے مطابِق اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتے ہوئے انبیائے کرام اور اولیاءے کرام سے مدد طلب کرے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اجازت کے بِغیر بذاتِ خود نفع و نقصان کے مالک ہیں تو یہ یقیناً شرک ہے جبکہ اِس کے برعکس اگر کوئی شخص حقیقی مدد گار اور نَفْع و نقصان کا حقیقی مالِک اللہ تَعَالٰی کو مان کر کسی کو مَجازًا (یعنی غیر حقیقی طور پر) اور محض عطائے الٰہی سے مدد گار سمجھتے ہوئے مدد چاہے تو ہرگز شرک نہیں اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔

میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری زِیْدَ مَجْدُہٗ وَ شَرَفُہٗ وَ عِلْمُہٗ وَ عَمَلُہٗ اپنے رسالے **”کراماتِ شیر خدا“** میں لکھتے ہیں: بَہَر حال سورۃُ الفاتحہ کی آیتِ مبارکہ (اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ یعنی ہم تجھی سے مدد چاہیں) حق ہے، مگر شیطان کا بُرا ہو کہ یہ لوگوں کو وسوسے ڈال کر غَلَط فہمیوں کا شکار کر دیتا ہے۔ غور فرمایئے! آیتِ مبارکہ میں زندہ مُردہ وغیرہ کی تخصیص کئے بغیر مُطْلَقًا یعنی ہر حال میں اللہ تَعَالٰی کے سوا دوسرے سے مدد مانگنے کی نفی یعنی انکار کیا گیا ہے۔ آیتِ مبارکہ کے ظاہِری ولفظی معنٰی کے اعتِبار سے جو کہ ”اہلِ وَسوَسہ“ نے سمجھا ہے کوئی دوسرا تو ٹھیک یہ خود بھی ”شرک“ سے نہیں بچ سکتے مَثَلاً وزن دار گٹھری زمین پر رکھی ہے اٹھا نہیں پا رہے، کسی کو آواز دے کر کہا: برائے مہربانی! اٹھانے میں ذرا میری مدد کر دیجئے تاکہ سر پر رکھ لوں۔“ اس وسوسے کے مطابِق یہ **شرک** ہوا یا نہیں؟ ضَرور ہوا۔ اِس طرح کی ہزاروں مثالیں دی جاسکتی ہیں، بس چاروں طرف غیر خدا کی امدادوں کے نظّارے ہیں۔ مَثَلاً اِنْفاق فِی سبیلِ اللہ یعنی راہِ خدا میں

خَرچ کرنے کا بکثرت جگہوں پر اصل مُدَّعا ہی "باہمی امداد "ہے!اِس میں صَدَقہ وخیرات،فِطرہ وزکوٰۃ، مساجد و مدارِس کیلئے چندہ وعَطِیّات ، قربانی کی کھالوں کے مطالَبات، سماجی اِدارات ،وغیرہ وغیرہ سب کا مَفاد اِمداد ، اِمداد اور اِمداد ہی تو ہے ! مزید آگے بڑھئے تو مظلوموں کی مدد کے لئے عدالت ہے تو مریضوں کی امداد کے لئے طِبابت، اندرونِ مُلک کے باشندوں کی مدد کے لئے پولیس کی نِظامت ہے تو بیرونی دشمنوں سے حفاظت کے لئے فوجی طاقت، اولاد کی پرورش میں مدد کے لئے ماں باپ کی ضرورت ہے تو ان کی تعلیم وتربیّت کے لئے تعلیم گاہ کی حاجت ۔اَلغَرَض زندگی میں قدم قدم پر غیرُاللہ کی مَدد وحمایت کی ضرورت ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی تکفین وتدفین بِغیرغیرُاللہ کی مدد کے ممکن نہیں، پھر تا قیامت ایصالِ ثواب کے ذَرِیعے مدد کی حاجت ہے اور آخِرت میں بھی سب سے اہم مدد کی ضَرورت ہے یعنی پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت۔ یہ سب غیرُاللہ کی مدد یں ہی ہیں۔(کراماتِ شیر خدا ص ۶۲)

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قِیامت میں اگر مان گیا

اختیاراتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلائل

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر صبح وشام دس دس بار دُرُودِ پاک پڑھا اُسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔ (مَجْمَعُ الزَّوائِد ج ۱۰ ص ۱۶۳ حدیث ۱۷۰۲۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اختیارات کے بارے میں اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اختیارات کے بارے میں اہلِ سنّت و الجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی نے دونوں قسم کے اختیارات (یعنی تشریعی اور تکوینی) اپنے محبوبِ مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں۔ صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:

حضورِ اَقْدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نائبِ مُطْلَق ہیں، تمام جہان، حُضُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے تحتِ تَصَرُّف (یعنی اِختیار میں) کر دِیا گیا، جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں واپس لیں، تمام جہان میں اُن کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، تمام جہان اُن کا مَحْکُوم (یعنی حکم کا پابند) ہے اور وہ اپنے رَبّ عَزَّوَجَلَّ کے سِوا کسی کے مَحْکُوم نہیں، تمام آدمیوں کے مالک ہیں، جو اُنہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنّت (یعنی سنّت کی مِٹھاس) سے محروم رہے، تمام زمین اُن کی مِلک ہے، تمام جنّت اُن کی جاگیر ہے، مَلَکُوْتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض (یعنی آسمان وزمین کی سَلْطَنَتیں) حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے

زیرِ فرمان، جنّت و نار کی کُنجیاں دستِ اَقدَس میں دے دی گئیں، رِزْق و خیر اور ہر قِسم کی عطائیں، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہی کے دربار سے تَقْسِیْم ہوتی ہیں، دُنیا و آخرت، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عطا کا ایک حِصَّہ ہے۔ شریعت کے اَحْکام حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قبضے میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں مُعاف فرمادیں۔

(بہار شریعت، حصہ ۱، ۱/۷۹ تا ۸۵ بتغیر)

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا
کُنجی تمہیں دِی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مُختار بنایا

سوال: اختیارات کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

جواب: اختیارات کی دو قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔ تشریعی اختیار: یعنی شریعت کا اختیار مثلاً کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا۔

(۲)۔۔۔ تکوینی اختیار: یعنی کائنات میں تصرف کرنا جیسے کہ کسی کو زندہ کرنا، کسی کو مارنا، کسی کی حاجت پوری کر دینا کسی کی مصیبت دور کر دینا وغیرہ۔

سوال: اس بات پر کیا دلائل ہیں کہ اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو تشریعی اختیار عطا فرمایا ہے؟

جواب: اس بات پر درج ذیل دلائل ہیں کہ اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ والہ و سلم کو تشریعی اختیار عطا فرمایا ہے:

(۱)۔۔۔پہلی دلیل: پارہ22 سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب کی آیت نمبر36 میں ارشادِ خداوندی عَزَّ وَجَلَّ ہے:

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ-وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو اُنہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔

مفسرین اس آیت کا شانِ نزول بیان فرماتے ہیں کہ حضور سیّد المرسَلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسلام کا سورج طلوع ہونے سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کو خرید کر آزاد فرمایا اور انہیں اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تھا۔ حضرت زینب بنتِ جحش رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا جو حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پھوپھی امیمہ بنتِ عبد المُطّلب کی بیٹی تھیں، سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں حضرت زید رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے نکاح کا پیغام دیا، شروع میں تو یہ اس گمان سے راضی ہو گئیں کہ حضور اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے لئے پیغام دیا ہے لیکن جب معلوم ہوا کہ حضرت زید رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے لئے رشتہ طلب فرمایا ہے تو انکار کر دیا اور عرض کر بھیجا کہ یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں اس لئے ایسے شخص کے!

ساتھ نکاح پسند نہیں کرتی۔ ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور اسے سن کر دونوں بہن بھائی راضی ہو گئے اور حضرت زینب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کا حضرت زید رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے نکاح ہو گیا۔

(قرطبی، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۶، ۷/۱۳۶-۱۳۷، الجزء الرابع عشر، خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۶، ۳/۵۰۱، ملتقطاً)

حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور نبیِّ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مقابلے میں کوئی اپنے نفس کا بھی خود مختار نہیں ۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیت کا شانِ نزول لکھنے کے بعد فرماتے ہیں ”ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہو جائے خصوصاً جبکہ وہ اس کا کُفو (یعنی ہم پلہ) نہ ہو خصوصاً جبکہ عورت کی شرافتِ خاندان کَواکبِ ثریا (یعنی ثریا ستاروں) سے بھی بلند و بالاتر ہو، بایں ہمہ اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رَبُّ الْعِزَّۃ جَلَّ جَلَالُہٗ نے بعینہٖ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرضِ اِلٰہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے فرض) کے ترک پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نامِ اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فرمانے سے فرضِ قطعی ہو گئی، مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا، جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائے گا، دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح و جائز امر تھا۔

(فتاویٰ رضویہ، رسالہ: منیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب، ۳۰/۵۱۷-۵۱۸)

اور صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اِس بات کا بھی اِختیار دے دِیا کہ جسے چاہیں، جو چاہیں حکم

فرمادیں اور جس چیز سے چاہیں، جب چاہیں، منع فرمادیں۔ (خزائن العرفان، پ ۲۲، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۶ بتغیر)

(۲)۔۔۔دوسری دلیل: پارہ 10 سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ کی آیت نمبر 29 میں ارشادِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے:

قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ (پ ۱۰، التوبۃ: ۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: لڑو اُن سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اُس کے رسول نے۔

پس اس آیت میں فرمایا گیا کہ حرام کرنے والا اللہ بھی ہے اور اس کی عطا سے اس کا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی۔

(۳)۔۔۔تیسری دلیل: پارہ 28 سُوْرَۃُ الْحَشْر کی آیت نمبر 7 میں ارشادِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے:

وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ۔ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ (پ ۲۸، الحشر: ۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

اس آیت کے بیان سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالی نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سارے اختیارات عطا فرمادیئے ہیں اب کچھ باقی نہ رہا جس کے متعلق کلام کیا جائے۔ اللہ اکبر! کیا شان ہے محمدِ عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی!

(۴)۔۔۔چوتھی دلیل: جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے بندوں پر حج فرض فرمایا اور رحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خُطبہ میں حج کی فَرْضِیَّت کا اِعْلان کرتے ہوئے فرمایا: اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا یعنی اے لوگو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم پر حج کو

فرض فرما دِیا ہے، لہٰذا حج کِیا کرو۔ تو ایک صحابیِ رسول (حضرت سَیِّدُنا اَقْرَع بن حابِس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے عَرض کی: یارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ 3 مرتبہ اُنہوں نے یہی سوال کِیا، مگر ہر مرتبہ رسولوں کے سالار، نبیِ مُختار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خاموشی ہی اِختیار فرمائی پھر ارشاد فرمایا: لَوْقُلْتُ: نَعَمْ لَوَجَبَتْ اگر میں نے "ہاں" کہہ دِیا ہوتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔

(مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرۃ فی العمر، ص ۶۹۸، حدیث: ۱۳۳۷)

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! حُضورِ اَنْور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شان و عظمت، اِختیارات اور فکرِ اُمَّت کا اندازہ اِس بات سے لگائیے کہ ہر سال حج فرض کر دینے کا اِختیار ہونے کے باوُجود اُمَّت کو مشقّت سے بچانے کے لئے "ہاں" فرما کر ہر سال حج کو فرض نہ فرمایا، البتہ اپنے اِختیار کا واضح طور پر اِظہار فرما دِیا کہ اگر میں "ہاں" کہہ دیتا تو ہر سال ہی حج کرنا فرض ہو جاتا۔

(۵)۔۔۔پانچویں دلیل: جب حرمِ مکہ کی نباتات (یعنی گھاس، درخت وغیرہ) کو کاٹنا حرام فرمایا گیا تو حضرت عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے عرض کرنے پر اِذْخِر گھاس کاٹنے کو حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جائز فرما دیا۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالٰی نے مکہ مکرمہ کو حرام فرمایا ہے، پس یہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوا اور نہ کسی کے لئے میرے بعد حلال ہو گا، میرے لئے بھی دن کی ایک ساعت حلال ہوا، نہ اس کی گھاس اکھاڑی جائے، نہ اس کا درخت کاٹا جائے اور نہ اس کا شکار بھڑکایا جائے اور اعلان کرنے کے علاوہ اس کی گری ہوئی چیز نہ اٹھائی جائے۔ حضرت عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی

:اِذخر کے سوا کیونکہ وہ ہمارے لوہاروں اور قبروں کے کام آتی ہے۔ارشاد فرمایا"چلو اِذخر کے سوا(دوسری گھاس نہ اکھاڑی جائے۔)(بخاری،کتاب الجنائز، باب الاذخر والحشیش فی القبر،۱/۴۵۳،الحدیث:۱۳۴۹)

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ! ذرا غور کیجئے کہ حَرَم شریف کی گھاس وغیرہ کاٹنے کے حرام ہونے کے بارے میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زبانی واضح طور پر سُن لینے کے باوجود حضرت سَیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جیسے جلیلُ القدر صحابی، پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اِذخِر گھاس کو جائز قرار دینے کی فرمائش کر رہے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو مَعَاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ کوئی عام انسان یا اپنے جیسا بَشَر نہ سمجھتے تھے، بلکہ اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ نبیِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حرام و حلال کے اَحکامات میں تبدیلی کا مکمل اِختیار دیا ہے اور پھر خُود نبیِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی یہ نہ فرمایا کہ مجھے اِس کا اِختیار نہیں بلکہ اپنے اِختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اِذخِر گھاس کو حلال و جائز قرار دے کر گویا اُن کے اِس عقیدے پر اپنی مُہرِ تصدیق لگادی۔

(۶)۔۔۔چھٹی دلیل: حضرت ابو بردہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے لئے چھ مہینے کے بکری کے بچے کی قربانی کر لینا جائز کر دیا۔ چنانچہ حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ان کے ماموں حضرت ابو بردہ بن نیار رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کر لی تھی، جب انہیں معلوم ہوا یہ کافی نہیں تو عرض کی: یا رسولَ اللہ !صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، وہ تو میں کر چکا، اب میرے پاس چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے

۔ارشاد فرمایا:"اِس کی جگہ اُسے کر دو اور ہر گز اتنی عمر کی بکری تمہارے بعد دوسروں کی قربانی میں کافی نہ ہو گی۔(بخاری،کتاب العیدین،باب التکبیر الی العید،۱/۳۳۲،الحدیث:۹۶۸)

(۷)۔۔۔ساتویں دلیل: حضرت اُمِّ عطیہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا کو ایک گھر کے مُردے پر بَین کر کے رونے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت اُمِّ عطیہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں (جب عورتوں کی بیعت سے متعلق آیت اتری اوراس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ لَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ، اور مردے پر بین کر کے رونا چیخنا بھی گناہ تھا) میں نے عرض کی:یا رسولَ اللہ !صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، فلاں گھر والوں کا اِستثناء فرمادیجئے کیونکہ انہوں نے زمانۂ جاہلیّت میں میرے ساتھ ہو کر میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے ان کی میت پر نوحے میں ان کا ساتھ دینا ضروری ہے۔سیّدِ عالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:"اچھا وہ مُستَثنیٰ کر دیئے۔"(مسلم،کتاب الجنائز،باب التشدید فی النیاحۃ،ص۴۶۶،الحدیث:۳۳(۹۳۷)

(۸)۔۔۔آٹھویں دلیل: حضرت اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا کو وفات کی عدت کے عام حکم سے الگ فرمادیا اور ان کی عدت چار مہینے دس دن کی بجائے تین دن مقرر فرما دی۔چنانچہ حضرت اسماء بنت عُمیس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں:جب حضرت جعفر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ شہید ہو گئے تو سیّد المرسَلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھے حکم دیا:تم تین دن تک (سنگار سے) رکی رہو، پھر جو چاہو کرو۔

(معجم الکبیر،اسماء بنت عمیس الخثعمیۃ من المہاجرات،عبداللہ بن شداد بن الہاد عن اسماء،۲۴/۱۳۹،الحدیث:۳۶۹)

(۹)۔۔۔نویں دلیل: ایک شخص کے لئے قرآن مجید کی سورت سکھا دینا مہر مقرر فرما دیا۔چنانچہ حضرت ابو نعمان ازدی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:ایک شخص نے ایک عورت

کو نکاح کا پیغام دیا، سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس سے ارشاد فرمایا: مہر دو ۔اس نے عرض کی: میرے پاس کچھ نہیں ۔ارشاد فرمایا: کیا تجھے قرآنِ عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی، وہ سورت سکھانا ہی اس کا مہر کر، اور تیرے بعد یہ مہر کسی اور کو کافی نہیں۔

(شرح الزرقانی، الفصل الرابع فیما اختص بہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل والکرامات، ۷/۳۵۶، مختصراً)

نوٹ: یاد رہے کہ قرآن مجید کی کوئی سورت سکھانا یا کوئی پارہ زبانی یاد کر کے عورت کو سنا دینا اس کا شرعی مہر نہیں ہو سکتا اگرچہ عورت اس کا تقاضا کرے اور اگر عورت کے مطالبے پر شوہر نے ایسا کر دیا تو وہ مہر کی ادائیگی سے بری الذِّمہ نہ ہو گا، اگر عقدِ نکاح میں اس چیز کا تَعَیُّن نہیں ہوا جو مہر بن سکتی ہے تو شوہر پر مہرِ مثل دینا لازم ہو گا، مہر مثل کا بیان **آسان فرض علوم کے باب "کتاب النکاح"** میں ملاحظہ فرمائیں۔ہاں! اگر عورت اپنی مرضی سے یوں کہے: اگر تم مجھے فلاں پارہ یا سورت یاد کر کے سنا دو تو میرا مہر تجھے معاف ہے، تو یہ جائز ہے۔

(۱۰)۔۔۔دسویں دلیل: حضرت خزیمہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی گواہی ہمیشہ کے لئے دو مَردوں کی گواہی کے برابر فرما دی۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا، وہ بیچ کر مکر گیا اور گواہ مانگا، جو مسلمان آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ تیرے لئے خرابی ہو، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حق کے سوا کیا فرمائیں گے (مگر گواہی کوئی نہیں دیتا کیونکہ کسی کے سامنے کا واقعہ نہ تھا) اتنے میں حضرت خزیمہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ بارگاہ میں حاضر ہوئے اور گفتگو سن کر بولے: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ہاتھ گھوڑا بیچا ہے۔ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "تم تو موقع پر موجود ہی نہیں تھے، پھر تم

نے گواہی کیسے دی؟ عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، میں حضور کی تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ ”میں حضور اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایا ہوں اور یقین جانا کہ حضور حق ہی فرمائیں گے، میں آسمان وزمین کی خبروں پر حضور کی تصدیق کرتا ہوں تو کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں گا۔ اس کے انعام میں حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمیشہ ان کی گواہی دو مَرد کی گواہی کے برابر فرمادی اور ارشاد فرمایا: ”خزیمہ جس کسی کے نفع خواہ ضَرر کی گواہی دیں ایک انہیں کی گواہی کافی ہے۔

(ابو داؤد، کتاب الاقضیۃ، باب اذا علم الحاکم صدق الشاہد الواحد۔۔۔الخ، ۳/۴۳۱، الحدیث: ۳۶۰۷، معجم الکبیر، خزیمۃ بن ثابت الانصاری۔۔۔الخ، عمارۃ بن خزیمۃ بن ثابت عن ابیہ، ۴/۸۷، الحدیث: ۳۷۳۰)

(۱۱)۔۔۔گیارہویں دلیل: مروی ہے کہ ایک صاحب نبیِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اِس شرط پر اسلام قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوئے کہ میں دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے قبول فرمالیا۔ (مسند احمد، مسند البصریین، ۷/۲۸۳، حدیث: ۲۰۳۰۹)

یاد رہے کہ ترکِ نماز کی یہ اجازت صرف اُنہی صاحب کے لئے خاص تھی کسی اَور کے لئے ایک نماز بھی بلا عُذرِ شرعی ترک کرنا جائز نہیں۔

(۱۲)۔۔۔بارہویں دلیل: حضرت سَیِّدُنا ابو ہُرَیرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ اَقْدَس میں حاضر ہو کر عَرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! میں ہلاک ہو گیا۔ فرمایا: کس چیز نے تمہیں ہلاکت میں ڈال دِیا؟ عرض کی: میں رَمَضان میں اپنی عورت سے صُحبت کر بیٹھا۔ فرمایا: کیا غلام آزاد کر سکتے ہو؟ عَرض کی: نہیں۔ فرمایا: کیا

لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتے ہو؟ عَرض کی: نہیں۔ فرمایا: کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ عَرض کی: نہیں۔ اتنے میں خدمتِ اَقْدَس میں کھجور لائے گئے، حُضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے (اُس شخص سے) فرمایا: اِنہیں خَیرات کر دو۔ عَرض کی: کیا اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر خَیرات کروں؟ حالانکہ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں۔ فَضَحِكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ وَقَالَ اِذْهَبْ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ یعنی رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ یہ بات سُن کر ہنسے، یہاں تک کہ دندانِ مُبارک ظاہر ہوئے اور فرمایا: جاؤ، یہ کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلا دو (سمجھو کہ تمہارا کَفّارہ ادا ہو گیا)۔

(مسلم، کتاب الصیام، باب تغلیظ تحریم الجماع...الخ، ص ۵۶۰، حدیث: ۱۱۱۱)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فتاویٰ رَضَوِیّہ میں اِس حدیثِ پاک کو نَقْل کرنے کے بعد مدینے کے سُلطان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عظمت وشان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مسلمانو! گُناہ کا ایسا کَفّارہ کسی نے بھی نہ سُنا ہو گا (کہ روزہ توڑنے پر) سَوا دو مَن خُرمے، بارگاہِ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے عطا ہوتے ہیں کہ خود کھالو، کَفّارہ ہو گیا۔ وَاللّٰہ! یہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہِ رحمت ہے کہ سزا کو اِنْعام سے بدل دے۔ (مزید فرماتے ہیں کہ) اُن کی ایک نگاہِ کرم کبائر (یعنی کبیرہ گناہوں) کو حَسَنات (یعنی نیکیوں میں تبدیل) کر دیتی ہے جب تو اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن جَلَّ جَلَالُہٗ نے گُناہگاروں، خطاواروں، تباہ کاروں کو اُن کا دروازہ بتایا کہ: (وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ) (پ۵، النساء: ۶۴) گُناہگار تیرے دربار میں حاضر ہو کر مُعافی چاہیں اور تُو شفاعت فرمائے تو خُدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ۳۰/۵۳۱ ملخصاً وملتقطاً)

اپنے خطا واروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروڑوں دُرود

نوٹ: شرعی احکام میں سیّد المرسَلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اختیارات سے متعلق بہترین معلومات حاصل کرنے کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 30ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے رسالے "مُنْیَۃُ اللَّبِیْب اَنَّ التَّشْرِیْعَ بِیَدِ الْحَبِیْب" (بیشک شرعی احکام اللہ تعالیٰ کے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اختیار میں ہیں) کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال: اس بات پر کیا دلائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو تکوینی اختیار عطا فرمایا ہے؟

جواب: اس بات پر درج ذیل دلائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کو تکوینی اختیار عطا فرمایا ہے:

(۱)۔۔۔پہلی دلیل: پارہ5 سُوْرَۃُ النِّسَآء کی آیت نمبر 65 میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۶۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو اے محبوب تمہارے رَبّ کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (پ۵، النسآء:۶۵)

معنی یہ ہیں کہ جب تک آپ کے فیصلے اور حکم کو صدقِ دِل سے نہ مان لیں مسلمان نہیں ہو سکتے سبحان اللہ اس سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان معلوم ہوتی ہے۔

(خزائن العرفان پ۵، النسآء:۶۵)

(۲)۔۔۔دوسری دلیل: دوسری دلیل: پارہ ۱۰ سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر ۷۴ میں ارشادِ ربانی ہے:

وَ مَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں (یعنی منافقین کو) کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اِذنِ خدا سے ہو تم مُختارِ ہر دو عالَم
دونوں جہاں تمہاری خیرات کھا رہے ہیں

(۳)۔۔۔تیسری دلیل: تیسری دلیل: شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابُو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رِسالے **"نُور کا کِھلونا"** کے صفحہ نمبر 6 پر لکھتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عبّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رسولِ اکرم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے عَرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! مجھے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نُبوّت کی نشانیوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دِین میں داخِل ہونے کی دعوت دی تھی، میں نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ (بچپن میں) گہوارے (یعنی جُھولے) میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی اُنگلی سے اُس کی

جانب اشارہ کرتے تو جس طرف آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِشارہ فرماتے، چاند اُس جانب جُھک جاتا۔ حُضُور پُرنُور، شافعِ یومُ النُّشُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا، وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور جب چاند عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا تو اُس وقت میں اُس کی تَسبیح کرنے کی آواز سُنا کرتا تھا۔

(الخصائص الکبریٰ ج 1، ص ۹۱)

چاند جُھک جاتا جِدھر اُنگلی اُٹھاتے مَہد میں
کیا ہی چلتا تھا اِشاروں پر کھلونا نُور کا

(۴)۔۔۔چوتھی دلیل: خیبر کے قریب مقامِ صہبا میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نمازِ عصر پڑھ کر حضرت سَیِّدُنا علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی گود میں اپنا سرِ اَقْدَس رکھ کر سو گئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر وحی نازل ہونے لگی۔ حضرت سَیِّدُنا علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سرِ اَقْدَس کو اپنی آغوش میں لئے بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ سورج غُروب ہو گیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت سَیِّدُنا علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نمازِ عصر قضا ہو گئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ دُعا فرمائی کہ یااللہ عَزَّوَجَلَّ! یقیناً علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے، لہٰذا تُو سُورج کو واپس لوٹا دے تاکہ علی نمازِ عصر اَدا کر لیں۔ حضرت سَیِّدَتُنا اَسماء بِنتِ عُمَیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ڈُوبا ہوا سورج پلٹ آیا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور زمین کے اوپر ہر طرف دُھوپ پھیل گئی۔ (سیرتِ مصطفیٰ، ص ۲۲۷ ملخصاً)

اِشارے سے چاند چِیر دِیا چُھپے ہوئے خُور کو پھیر لِیا
گئے ہوئے دن کو عَصر کِیا یہ تاب و تَواں تمہارے لئے

(۵)۔۔۔پانچویں دلیل: سیِّدُنا ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں آپ سے ارشادِ گرامی سنتاہوں مگر بھول جاتاہوں؟ ارشاد فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے پھیلا دی تو مالِک جنّت، قاسِمِ نعمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے دستِ رحمت سے چادر میں کچھ ڈال دیا اور فرمایا: "اے ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اِسے اٹھالو اور سینے سے لگالو۔" میں نے حکم کی تعمیل کی۔ اِس کے بعد (میرا حافِظہ اِس قدَر مضبوط ہو گیا کہ) میں کوئی بھی چیز نہیں بُھولا۔

(صحیح البخاری ج۲، ص۹۴، ح۲۳۵۰، ۱۱۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

مالِکِ کونَین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

معلوم ہوا، اللہ غفّار عَزَّوَجَلَّ نے مَدَنی سرکار، جنابِ احمدِ مختار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بے شمار اِختیارات سے نوازا ہے۔ بے شک مادّی چیزیں دینا بھی اپنی جگہ مگر ہمارے آقا، مکّی مَدَنی مصطَفٰے صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تو نظر نہ آنے والی شے قوّتِ حافِظہ بھی اپنے غلام اور ہمارے آقا حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمادی۔

(۶)۔۔۔چھٹی دلیل: حضرتِ سیِّدُنا جابِر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار نبیوں کے سردار، سرکارِ ذی وقار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربارِ گہربار میں حاضِر ہوئے تو مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرہ پُرانوار پر بھوک کے آثار دیکھے۔ گھر آکر زوجۂ محترمہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا سے پوچھا: گھر میں کچھ کھانے کے لئے بھی ہے؟ عرض کی: گھر میں ایک بکری اور تھوڑے سے جَو کے دانوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ بکری ذَبح کر دی گئی، جَو پیس کر روٹیاں پکا کر سالن میں بھگو کر ثَرِید تیّار کیا گیا۔ سیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے وہ ثَرِید کا برتن اٹھا کر مدینے کے تاجور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہِ انور میں پیش کر دیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے حکم دیا: "اے جابِر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جاؤ لوگوں کو بُلا لاؤ۔" جب صَحابۂ کرام علیہم الرضوان حاضر ہو گئے تو ارشاد ہوا: میرے پاس تھوڑے تھوڑے بھیجتے جاؤ۔ چُنانچِہ صَحابۂ کرام علیہم الرضوان حاضر ہوتے اور کھانا تناوُل فرما کر چلے جاتے، جب سب کھانا کھا چکے تو میں نے دیکھا کہ برتن میں ابتِداءً جتنا کھانا تھا اُتنا ہی اب بھی موجود ہے۔ نیز سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھانے والوں کو فرما رہے تھے کہ ہڈّی مت توڑنا۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ و الہ و سلم نے سب ہڈّیاں جمع کرنے کا حکم فرمایا۔ جب ہڈّیاں جمع ہو گئیں تو سرورِ کائنات، شَہَنشاہِ موجودات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست مبارَک ہڈیوں پر رکھ کر کچھ پڑھا۔ ہڈیوں میں حَرَکت پیدا ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے بکری کان جھاڑتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے جابِر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اپنی بکری لے جاؤ۔ میں بکری لے کر جب گھر آیا تو زوجۂ مُحترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: یہ بکری کہاں سے لائے؟ میں نے جواب دیا: خدا عزوجل کی قسم! یہ وُہی بکری ہے جو ہم نے ذَبح کی تھی۔ ہمارے پیارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعا سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے ہمارے لئے زندہ کر دیا ہے۔

(الخَصائِصُ الکُبریٰ ج ۲ ص ۱۱۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مُردے جِلا دیے ہیں

(۷)۔۔۔ساتویں دلیل: صَحرائے عَرَب میں ایک قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ اِثنائے راہ(یعنی راستے میں) پانی خَتْم ہوگیا۔ قافلے والے شدّتِ پیاس سے بے تاب ہوگئے اور موت ان کے سروں پر مَنڈلانے لگی کہ کرم ہوگیا یعنی اچانک دونوں جہاں کے فریاد رَس مکی مدنی مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان کی اِمداد کے لئے تشریف لے آئے۔ اہلِ قافلہ کی جان میں جان آگئی! اللہ کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے فرمایا: "وہ سامنے جو ٹِیلہ ہے اس کے پیچھے ایک سانڈنی سُوار (یعنی اونٹ سوار) سیاہ فام حبشی غلام سُوار گزر رہا ہے، اس کے پاس ایک مَشکیزہ ہے، اُسے سانڈنی سَمیت میرے پاس لے آؤ۔" چُنانچِہ کچھ لوگ ٹیلے کے اُس پار پہنچے تو دیکھا کہ واقعی ایک سانڈنی سُوار حبشی غلام جارہا ہے۔ لوگ اس کو تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ سراپا عظمت میں لے آئے۔ شَہَنشاہِ خیرُ الاَنام صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے اُس سیاہ فام غلام سے مَشکیزہ لے کر اپنا دستِ بابَرَکت مَشکیزے پر پھیرا اور مَشکیزے کا منہ کھول دیا اور فرمایا: "آؤ پیاسو! اپنی پیاس بجھاؤ۔" چُنانچِہ اہلِ قافلہ نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے برتن بھی بھر لئے۔ وہ حبشی غلام یہ مُعجِزہ دیکھ کر نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دستِ انور چومنے لگا۔ سرکارنامدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا دستِ پُرانوار اُس کے چہرے پر پھیر دیا۔ یعنی اُس حبشی کا سیاہ چہرہ ایسا سفید ہوگیا جیسا کہ چودھویں کا چاند اندھیری رات کو روزِ روشن کی طرح منوَّر کر دیتا ہے۔ اُس حبشی کی زَبان سے کلمۂ شہادت جاری ہوگیا اور وہ مسلمان ہوگیا اور یوں اُس کا دل بھی روشن ہوگیا۔ جب مسلمان ہو کر وہ

اپنے مالِک کے پاس پہنچا تو مالِک نے اسے پہچاننے سے ہی انکار کر دیا۔ وہ بولا: میں وُہی آپ کا غلام ہوں۔ مالِک نے کہا: وہ تو سیاہ فام غلام تھا۔ کہا: ٹھیک ہے مگر میں مَدَنی حُضور سراپا نور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم پر ایمان لا چکا ہوں۔ میں نے ایسے نُورِ مُجسَّم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غلامی اختیار کر لی ہے کہ اُس نے مجھے بدرِ مُنیر (یعنی چودھویں رات کا روشن چاند) بنا دیا، جس کی صُحبت میں پہنچ کر سب رنگ اُڑ جاتے ہیں، وہ تو کفر و معصیَّت کی سیاہ رنگت کو بھی دُور فرما دیتے ہیں، اگر میرے چِہرے کا سیاہ رنگ اُڑ گیا تو اِس میں کون سی تَعَجُّب کی بات ہے! (مُلَخَّص از مثنوی شریف مُترجَم، ص ۲۶۲)

سبحٰن اللہ! ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالی نے ہمارے سرکار، مکے مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہر قسم کے اختیار عطا فرما دیئے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ پاک کے نائبِ مطلق ہیں۔

اذان سے پہلے اور بعد درود پڑھنے پر دلائل

درود شریف کی فضیلت

حضرتِ سیِّدُنا اُبَیّ بِنْ کَعب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے عَرض کی کہ میں (سارے وِرد، وظیفے چھوڑ دوں گا اور) اپنا سارا وقت **دُرُود خوانی** میں صرف کروں گا۔ تو **سرکارِ مدینہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: یہ تمہاری فکریں دور کرنے کے لئے کافی ہو گا اور تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (تِرمِذی ج ۴ ص ۲۰۷ حدیث ۲۴۶۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: اذان واقامت سے پہلے یا بعد میں درودِ پاک پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اذان واقامت سے پہلے یا بعد میں درود وسلام پڑھنا بالکل جائز اور مستحب ہے۔

سوال: اس پر کیا دلائل ہیں؟

جواب: اس پر درج ذیل دلائل ہیں:

(۱)۔۔۔پہلی دلیل: قرآنِ پاک میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو، ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (پ۲۲، الأحزاب:۵۶)

قرآنِ پاک کی اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے درودِ پاک پڑھنے کا حکم دیا اور اس میں نہ تو کوئی الفاظ مقرّر فرمائے کہ انہیں الفاظ کے ساتھ درود پڑھو اور نہ ہی کسی وقت کی قید لگائی

ہے کہ اِس وقت پڑھو اور اُس وقت نہ پڑھو۔

اور حدیث شریف میں ہے: ”جس نے اسلام میں ایک اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کے لئے اس کا اجر ہے اور جو اس پر عمل کرے گا اس کا اجر ایجاد کرنے والے کو بھی ملے گا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ۔۔۔الخ، ص۰۸۰، حدیث: ۱۰۱۷)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اذان سے قبل درود شریف پڑھنا بھی مسلمانوں کے اندر رائج ہے اور اگر یہ کسی حدیث شریف سے ثابت نہ بھی ہو تب بھی کارِ ثواب ہے کہ دینِ اسلام میں جس نے اچھا کام شروع کیا اللہ تعالیٰ اسے نیک عمل کا ثواب عطا فرمائے گا اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان کے برابر بھی اس شخص کو ثواب عطا کیا جائے گا۔

(۲)۔۔۔دوسری دلیل: اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کا حدیثِ پاک میں حکم ہے چنانچہ: سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرًا، یعنی جب تم مؤذن کو سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جس طرح وہ کہہ رہا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

(ترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب ماجاء فی فضل النبی ۵/۳۵۳، حدیث: ۳۶۳۴)

مُفَسِّرِ شہیر حکیم الاُمَّت حضرت مُفْتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس حدیثِ پاک کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: ”اس سے معلوم ہوا کہ اَذان کے بعد **دُرُود شریف** پڑھنا سُنَّت ہے بعض مُؤَذِّن اَذان سے پہلے ہی **دُرُود شریف** پڑھ لیتے ہیں اس میں بھی حرج نہیں، ان کا ماخذ یہ ہی حدیث ہے۔ (حضرتِ علامہ ابنِ عابدین) شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی نے فرمایا کہ اِقامت کے وَقت **دُرُود شریف** پڑھنا سُنَّت ہے، خیال رہے کہ اَذان سے پہلے یا بعد بُلَنْد آواز

سے دُرُود پڑھنا بھی جائز بلکہ ثواب ہے بلاوَجہ اسے مَنْع نہیں کہہ سکتے۔" (مراٰۃ،ج۱،ص۴۱۱)

(۳)۔۔۔تیسری دلیل: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہر جائز اور صاحبِ شان کام سے پہلے درود پڑھنے کی ترغیب ارشاد فرمائی ہے چنانچہ: جامع صغیر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کُلُّ اَمْرٍ ذِی بَالٍ لَا یُبْدَأُ فِیْہِ بِحَمْدِ اللّٰہِ وَ الصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فَھُوَ اَقْطَعُ اَبْتَرُ مَمْحُوْقٌ مِنْ کُلِّ بَرَکَۃٍ" ترجمہ: ہر جائز کام جس کی ابتدا اللہ کی حمد اور مجھ پر درود سے نہیں کی جاتی تو وہ کام ادھورا، نامکمل اور برکت سے خالی ہوتا ہے۔ (جامع صغیر ج۱، ص۹۷۰۲، مطبوعہ امام شافعی ریاض)

پس اذان و اقامت بھی یقیناً جائز و صاحبِ شان کاموں میں سے ہیں لہذا ان سے پہلے بھی درود پڑھنا اس حدیث پر عمل کرنا ہے۔

(۴)۔۔۔چوتھی دلیل: حضرتِ سَیِّدُنا علی بن حُسین بن علی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُم ارشاد فرماتے ہیں: "عَلَامَۃُ اَھْلِ السُّنَّۃِ کَثْرَۃُ الصَّلَاۃِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ یعنی رسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کثرت سے دُرُود پڑھنا اہلِ سُنَّت کی علامت ہے۔"

(القول البدیع، الباب الاول فی الامر بالصلاۃ علی رسول اللہ گ الخ، ص۱۳۱)

اَلْحَمْدُلِلّٰہ! اللہ تبارک وتعالٰی کے کرم سے سُنّی **صحیح العقیدہ** مُسلمان اَذان سے پہلے ،اَذان کے بعد، **نمازِ جمعہ** کے بعد اور دیگر کثیر مواقع پر **دُرُود وسلام** پڑھتے ہیں اور بعض تو ایسے بھی خوش نصیب ہوتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی ان کی زبانوں پر **دُرُود وسلام** کے نغمے جاری ہوتے ہیں۔

میں وہ سنی ہوں جمیلِ قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام

(۵)۔۔۔پانچویں دلیل: حضرت سَیِّدُنا عُروہ بن زُبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ بَنِی نَجَّار کی ایک صحابیہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہا نے فرمایا: ''مسجدِ نَبوی شریف کے گرد جتنے گھر تھے میرا گھر ان میں سب سے بُلَنْد تھا۔ حضرت سَیِّدُنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فجر کی اَذان اسی پر کہتے تھے۔ وہ پچھلی رات آکر مکان کی چھت پر بیٹھ جاتے اور فجر طُلُوع ہونے کا اِنتظار کرتے رہتے۔ جب اسے دیکھتے تو انگڑائی لیتے اور کہتے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُکَ وَاَسْتَعِیْنُکَ عَلٰی قُرَیْشٍ اَنْ یُّقِیْمُوْا دِیْنَکَ، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تیری حمد و ثناء بیان کرتا ہوں اور قریش کے مُقابلے میں تیری مدد چاہتا ہوں کہ وہ تیرے دِین کو قائم کریں۔'' اس کے بعد اَذان کہتے۔ صحابیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! میرے علم میں ایسی ایک رات بھی نہیں جب اُنہوں نے یہ اَلفاظ نہ کہے ہوں۔'' (ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب الاذان فوق المنارۃ، ۱/۲۱۹، حدیث: ۵۱۹)

دیکھا آپ نے کہ حضرت سَیِّدُنا بلالِ حبشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بلا ناغہ اَذان سے پہلے قریش کے لئے دُعائیہ کلمات ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب اَذان سے پہلے قریش کے لئے دُعائیہ کلمات کہنا نا صرف جائز بلکہ سُنَّتِ بلالی ہے تو پھر اَذان سے پہلے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے دُعا کرنا یعنی **دُرُودوسلام** پڑھنا بھی یقیناً جائز بلکہ کثیر اَجر وثواب کا باعث ہے۔

قسمت مجھے مل جائے بلالِ حبشی کی
دم عشقِ محمد میں نکل جائے تو اچھا ہے

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اذان واقامت سے قبل درود شریف نہ پڑھا جائے کہ عوامُ النّاس کہیں درود شریف کو اذان واقامت کا حصّہ نہ سمجھ لیں، کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: اس کا حل یہ نہیں کہ ایک مستحسن کام بند کر دیا جائے، علمائے کرام نے اس کا حل یہ پیش فرمایا ہے کہ اذان واقامت سے پہلے درود میں یہ احتیاط کرنی چاہئے کہ درود شریف پڑھنے کے بعد کچھ وقفہ کرے پھر اذان یا اقامت کہے تاکہ درود شریف اور اذان واقامت کے درمیان فاصلہ ہو جائے یا درود شریف کی آواز اذان واقامت کی آواز سے پَست رہے تاکہ دونوں کے درمیان فرق رہے اور درود شریف کو اذان و اقامت کا جُزء نہ سمجھیں۔ اس طرح اذان واقامت پڑھنے والا خوش نصیب صلوٰۃ وسلام کی برکتوں سے بھی مستفید ہوتا رہے گا۔ اسی طرح کے ایک سوال اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت سے کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”درود شریف قبلِ اقامت پڑھنے میں حرج نہیں مگر اقامت سے فصل چاہئے یا درود شریف کی آواز، آوازِ اقامت سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز رہے اور عوام کو درود شریف جزء اقامت نہ معلوم ہو۔“ (فتاویٰ رضویہ ج۵، ص۳۸۵۔۳۸۶)

سوال: اذان سے پہلے درود پڑھنے کی ابتدا کب سے ہوئی اور کس نے کی؟

جواب: علاَّمہ نَبْہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانی اَذان سے پہلے **دُرُود شریف** پڑھنے کی حکمت اور اس کا زمانہ بیان فرمایا ہے کہ اَذان کے وَقت **دُرُود وسلام** کی اِبتدا کس نیک ہَستی نے کی اور کیوں کی اور یہ کب سے تمام دُنیا کے مسلمانوں میں رائج چلتی آرہی ہے؟ چنانچہ فرماتے ہیں: ”اَلْقَوْلُ الْبَدِیْع میں ہے کہ اَذان کے بعد مُؤَذِّنوں نے رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر **دُرُود وسلام** پڑھنا شُروع کیا اور مُؤَذِّن صُبح اور جُمُعہ کی اَذان سے پہلے پڑھتے ہیں اور مغرب کی اذان میں وقت کی تنگی کی بناء پر عام طور پر نہیں پڑھتے اور اس کی اِبتدا مسلمانوں کے مشہور اور محبوب حکمران، سپہ سالار سُلطان صلاحُ الدِّین اَیُّوبی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے

دورِ حکومت میں ان کے حکم پر ہوئی تھی، رہی اس سے پہلے کی بات تو وہ یہ ہے کہ جب حاکم بن عبد العزیز کو قتل کیا گیا تو اس کی بہن نے حکم دیا کہ اس (حاکم بن عبد العزیز) کے بیٹے **ظاہر** پر سلام بھیجا جائے تو اس پر ان اَلفاظ کے ساتھ سلام کہا جانے لگا **"اَلسَّلامُ عَلَی الِامَامِ الظَّاهِر"** پھر اس کے بعد آنے والے خُلفاء میں سلام کی رسم چل نکلی، یہاں تک کہ سُلطان صلاحُ الدِّین رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس رَسم کو خَتْم کیا اور اس کی جگہ رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُود وسلام کا طریقہ جاری کیا۔"

(سعادۃ الدارین، الباب الخامس فی المواطن التی تشرع فیھا الصلاۃ علی النبی، ص۱۸۳)

مصنف کی کتابوں کا تعارف

مصنف کی اردو کتابیں

ش	کتاب کا نام	زبان	صفحات
1	دینِ اسلام کی خوبیاں	اردو	80
2	اسرار الایمان فی حقائق الارکان	اردو	423
3	میری سنت میری امت	اردو	231
4	کیا حال ہے؟	اردو	220
5	موت کے وقت	اردو	282
6	عقائد کی حکمتیں	اردو	153
7	پانچ نمازوں کی حکمت	اردو	152
8	سب سے پہلے سب سے آخر	اردو	276
9	قصور کس کا؟	اردو	64
10	نصاب مسائلِ نماز	اردو	80
11	آسان فرض علوم	اردو	696
12	آسان خطباتِ محرم	اردو	720
13	اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا	اردو	32
14	عیدِ میلاد النبی ﷺ کیوں اور کیسے؟	اردو	165

15	محمد اور احمد کے راز	اردو	160
16	مدینہ جانا کیوں ضروری ہے؟	اردو	276
17	چاند کی گواہی	اردو	64
18	قربانی کی تاریخ اور حکمتیں	اردو	112
19	آنکھوں کا تارا نامِ محمد ﷺ	اردو	176
20	شعبان اور شبِ براءت	اردو	50
21	قرآنی سورتوں کے مضامین	اردو	435
22	خطباتِ شفیقی جلد اول	اردو	477
23	خطباتِ مصطفائی و شفیقی جلد اول	اردو	464
24	خطباتِ مصطفائی و شفیقی جلد دوم	اردو	382
25	خطباتِ مصطفائی و شفیقی جلد سوم	اردو	382
26	تدریس کے 26 طریقے	اردو	400
27	رفیق التدریس	اردو	376
28	تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے	اردو	135
29	فیضانِ قرآن کورس	اردو	256
30	فیضانِ شریعت کورس	اردو	700
31	چندہ کرنے کے 19 فارمولے	اردو	160
32	ما فعل اللہ بک؟	اردو	288

33	تنظیمی نصاب وبیانات	اردو	528
34	امتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرنی جوابات	اردو	145
35	درود کی حکمتیں	اردو	98
36	شفیق المصباح شرح مراح الارواح	اردو	402
37	شفیقیہ شرح الاربعین النوویہ	اردو	190
38	شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو اول	اردو	200
39	شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو دوم	اردو	200
40	القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر	اردو	192
41	شارق الفلاح شرح نور الایضاح	اردو	717
42	خلیلیہ شرح مناظرہ رشیدیہ	اردو	300
43	کلام الوقایہ (اردو شرح) شرح الوقایہ جلد اول	اردو	372
44	کلام الوقایہ (اردو شرح) شرح الوقایہ جلد دوم	اردو	390
45	صرف کے دلچسپ سوالات	اردو	375
46	ختمِ قرآن کی فضیلت اور مسائل	اردو	32
47	گلشنِ وظائف	اردو	64
48	آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت	اردو	592
49	فتحپور سیکری کی تاریخ	اردو	208
50	شیخ سلیم چشتی کی سیرت	اردو	64

51	آگرہ کی تاریخ	اردو	400
52	آگرہ کے مقدس مقامات	اردو	160
53	ہندوستان کو مسلم بادشاہوں کے تحفے	اردو	208
54	افتخارِ نقیہ المعروف فرزندانِ آگرہ	اردو	300
55	تذکرِ وصال المعروف اولیاء کا وصال در مہینہ وسال	اردو	514
56	کامیاب کاروبار کرنے کے 63 فارمولے	اردو	200
57	حرفوں کے راز	اردو	160
58	حجِ افراد کرنے کا آسان طریقہ	اردو	164
59	حجِ تمتع کرنے کا آسان طریقہ	اردو	164
60	حجِ قران کرنے کا آسان طریقہ	اردو	164
61	عمرہ کرنے کا آسان طریقہ	اردو	125
62	اہلِ بیت کی پیاری سیرت	اردو	400
63	تسلیم التوقیت	اردو	200
64	انوارِ فلکیات	اردو	200
65	فیضانِ تقویم	اردو	200
66	صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی عظمت	اردو	43
67	صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	57
68	فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	60

69	عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	60
70	مولی علی رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	69
71	فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی سیرت	اردو	73
72	امامِ حسن رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	50
73	امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	60
74	آسان اسلامی عقائد	اردو	163
75	عقائد اور دلائل	اردو	140
76	بدعت اور تقلید	اردو	48
77	تہتر فرقوں کا تعارف	اردو	37
78	انوارِ طہارت	اردو	76
79	تحفۂ نماز	اردو	272
80	میت سے تدفین تک	اردو	60
81	روزے کے احکام و مسائل	اردو	40
82	نورِ زکوۃ	اردو	40
83	دستورِ نکاح اور طلاق	اردو	92
84	قسم اور سزاؤں کا بیان	اردو	45
85	63 انوکھی معلومات	اردو	126
86	63 انوکھے سوالات	اردو	72

87	63 انوکھے چٹکلے	اردو	48
88	63 انوکھی پہیلیاں	اردو	42
89	63 انوکھی حکمتیں	اردو	117
90	63 انوکھی حکایات	اردو	158

مصنف کی ہندی کتابیں

ش	کتاب کا نام	زبان	صفحات
1	دینِ اسلام کی خوبیاں	ہندی	80
2	اسرار الایمان فی حقائق الارکان	ہندی	423
3	میری سنت میری امت	ہندی	231
4	کیا حال ہے؟	ہندی	220
5	موت کے وقت	ہندی	282
6	عقائد کی حکمتیں	ہندی	153
7	پانچ نمازوں کی حکمت	ہندی	152
8	سب سے پہلے سب سے آخر	ہندی	276
9	قصور کس کا؟	ہندی	64
10	آسان حنفی نماز	ہندی	96
11	آسان فرض علوم	ہندی	696

12	مختصر اسلامی ہسٹری	ہندی	720
13	اعلی حضرت کا چرچا رہے گا	ہندی	32
14	عیدِ میلاد النبی ﷺ کیوں اور کیسے ؟	ہندی	165
15	محمد اور احمد کے راز	ہندی	128
16	مدینہ جانا کیوں ضروری ہے ؟	ہندی	276
17	چاند کی گواہی	ہندی	64
18	قربانی کی ہسٹری اور حکمتیں	ہندی	112
19	آنکھوں کا تارا نامِ محمد ﷺ	ہندی	160
20	شعبان اور شبِ براءت	ہندی	50
21	آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	640
22	فتحپور سیکری کی ہسٹری	ہندی	208
23	آگرہ کی ہسٹری	ہندی	400
24	ہندوستان کو مسلم بادشاہوں کے تحفے	ہندی	208
25	سرتاجِ آگرہ اور 29 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	64
26	تاج گنج کے 12 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	48
27	لوہامنڈی کے 12 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	48
28	ہینگ کی منڈی ونائی کی منڈی کے 17 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	64
29	سکندرہ اور اطراف کے 14 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32

30	سرائے خواجہ اور اطراف کے 6 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
31	شاہ گنج اور اطراف کے 13 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
32	بیلن گنج اور اطراف کے 29 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	64
33	نئی بستی اور دیوان خانہ کے 8 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	48
34	قبرستان پیر گیلانی کے 5 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
35	قبرستان پنچ کوئیاں کے 8 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
36	آگرہ کے غوث اور 8 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
37	جمنا پار آگرہ کے 12 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
38	مرزا خاندان کے 4 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
39	آگرہ کے مقدس مقامات	ہندی	160
40	شیخ سلیم چشتی کی سیرت	ہندی	64
41	کامیاب کاروبار کرنے کے 63 فارمولے	ہندی	200
42	اہلِ بیت کی پیاری سیرت	ہندی	400
43	گلشنِ وظائف	ہندی	64
44	حجِ افراد کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	164
45	حجِ تمتع کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	164
46	حجِ قران کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	164
47	عمرہ کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	125

شانِ آگرہ حضرت مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
کی کل تصنیفات 137 ہو چکی ہیں الحمد للہ علی احسانہ

کتابوں کی PDF ڈاون لوڈ کرنے کے لیے
اس QR Code کو Scan کیجیئے

Maktaba Darussunna Agra
ki kitabon ka QR code